ذاتی کتب

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ

صَمْصَامُ الْاِمَامِيَّہ عَلٰی اَعْنَاقِ الرَّافِضِیَّہ

رسالہ عقائد ومسائل شیعہ

حسب فرمائش مولانا مولوی سید نور حسن صاحب فاضل اجل

ساکن موضع جھنڈ تحصیل فتح جنگ و مرزا ظہور الدین خان صاحب

وزیرآباد

مؤلفہ

خادم شریعت مولانا مولوی محمد نظام الدین صاحب ملتانی حنفی

سروری قادری از خلفائے حضرت سلطان باہو مؤلف سلطان الفقر

اس کتاب میں

بطرز جدید فرقہ شیعہ کا اُنہی کی کتابوں سے معہ حوالہ صفحہ و سطر و اصل عبارت

نقل تمام کیا گیا ہے اور اُسکے تمام اعتراضات کا جواب دندان شکن دیا گیا

ہے۔ اور تصحیح مطالعہ کی بھی اچھی طرح سے تحقیق کیگئی ہے

سنہ ۱۳۴۱ھ

مطبوعہ گردھو سنگھ پریس لاہور - لالہ چند لعل پرنٹر

فہرست کتاب صمصام الامامیہ

مضامین	صفحہ
طریقہ مناظرہ با شیعہ اور نہ ہونا قرآن مجید موجودہ پر ایمان شیعوں کا۔	۳ تا ۸
بیان فضائل و خلافت اصحاب ثلاثہ از کتب شیعہ۔	۹ تا ۲۱
بیان فضائل و خلافت و رد مطاعن از کتب شیعہ۔	۲۱ تا ۳۱
بیان فضائل عثمان اور تمام صحابہ جمل و عائشہ و معاویہ وغیرہ از کتب شیعہ و دلائل قرآنیہ۔	۳۲ تا ۴۷
بیان فیصلہ فدک از کتب شیعہ۔	۴۷ تا ۵۱
بیان فضائل امیر معاویہ اور شیعوں سے بہتر ہونا معاویہ کا از کتب شیعہ۔	۵۰ تا ۵۱
بیان قاتلان اہل بیت و نافرمان ہونا شیعوں کا اہل بیت سے	۵۱ تا ۵۵
بیان توہین کرنیوالے اہلبیت کی کون تھے۔	۵۵ تا ۵۸
بیان فضیلت کوفہ و کربلا۔	۵۹
بیان اولاد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم از کتب شیعہ۔	۵۹ تا ۶۰
بیان رشتہ داریاں آپسمیں صحابہ کی کسطرح ہوئیں۔ از کتب شیعہ۔	۶۱
بیان جواز جھوٹ بولنے کا۔ از کتب شیعہ۔	۶۱ تا ۶۳
بیان مسئلہ قرطاس وغیرہ از کتب شیعہ۔	۶۳ تا ۶۴
بیان عقائد و مسائل شیعہ از کتب شیعہ۔	۶۵ تا ۶۸
بیان حضور علیہ السلام کا جنازہ و بحث تعزیہ داری و مرثیہ خوانی و اتمامی اشتہار۔	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری از خلفائے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ برادران اہل سنت والجماعت کی خدمت عالیہ میں عرض پرداز ہے کہ شیعہ صاحبان ہمیشہ سے اصحاب ثلاثہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طرح طرح کے طعن و تشنیع اور سب و شتم کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ آجکل بھی وزیر آباد میں مسمی برکت علی گوشہ نشین شیعہ نے ایک کتاب معروف بہ گنجینہ مطاعن لکھکر شائع کر دی جس میں دل دُکھانے والے اور گھنونے اعتراضات لغویات اور بیہودہ جنکے دیکھنے سے مومن کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے صحابہ کرام و آئمہ دین پر کئے ہیں۔ افسوس کہ بوجہ آزادی کے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

لطف تو یہ ہے کہ گوشہ نشین کو اتنی طاقت بھی نہیں کہ مرد میدان بنکر تمام رسالے اُن کتابوں کے حوالے بمعہ صفحہ و سطر دکھائے بعض کتابوں سے اُسنے اعتراضات نقل کرکے اپنے دل سے بغض اور حسد کی آگ کو فرو کیا ہے جو اوسکو اصحاب ثلاثہ رض سے ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ اگر ناک رگڑتے بھی مر جائیں تو کبھی بھی ان بے بنیاد اور بے اصل حوالوں کا اصل نہیں دکھا سکیں گے۔

آخر الامر خادم شریعت نے بسبب فرمایش دوستان یہ کتاب معروف بہ

(صمصام الامامیہ علی اعناق الرافضیہ)

بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے بعونہ تعالیٰ انہیں کی کتابوں سے معہ حوالہ صفحہ و سطر اصلی عبارت کے برائے افادہ عوام الناس بڑی آب و تاب سے پیش کر دی ہیں جس میں انکے تمام مطاعن کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق ہدایت نصیب کرے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

بیان تجویز مسائل مناظرہ اور شیعوں کے ایمان کا نہ ہونا موجودہ قرآن مجید پر

ناظرین با تمکین برادران اہل اسلام کو لازم ہے کہ جب کبھی فرقہ شیعہ مناظرہ کے لئے تمہیں پکارے اور چیلنج دے تو بڑی خوشی سے انکا چیلنج منظور فرما کر پہلے ان مسائل پر بحث تجویز کریں اور ان دلائل کو خوب یاد کرلیں جو کہ انہی کی کتابوں سے ہمارے ایک رفیق فاضل اجل مولانا مولوی عبد الشکور صاحب و بیر النجم نے نیز تجویز فرمائی ہیں جو کہ ذیل میں نمبروار درج ہیں۔ ان مسائل و غیر الطوکو ضرور یاد فرما کر ضبط کرلیں انشاء اللہ تعالےٰ آپکو فتح عظیم حاصل ہوگی۔ وہو ہذا :-

(۱) شیعوں کا ایمان اس قرآن مجید موجودہ پر نہیں اور نہ ہی ہو سکتا ہے ثابت کریں۔

(۲) شیعوں کا ایمان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نہیں۔ ثابت کریں۔

(۳) شیعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ کیونکہ آپکے بعد بارہ اشخاص کو آپکا مثل و ہم مرتبہ مانتے ہیں اسکے برعکس ثابت کریں۔

(۴) شیعہ نہیں بتا سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دین کی تعلیم دی تھی ثابت کریں۔

(۵) شیعہ حضرت علی و دیگر آئمہ کا مذہب نہیں بتا سکتے۔ ثابت کریں۔

(۶) شیعہ نہیں بتا سکتے کہ آل رسول کون کون لوگ ہیں اور اہلبیت رسول کون ہیں۔ کبھی ثابت نہیں کر سکینگے۔

(۷) شیعوں نے خداوند عالم کو (معاذ اللہ) جاہل قرار دیا ہوا ہے۔

(۸) شیعوں نے جھوٹ بولنے کو اعلےٰ ترین عبادت قرار دیا ہے جو جھوٹ نہ بولے اسکو بے دین و بے ایمان کہتے ہیں۔

(۹) حضرت سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل شیعہ تھے۔

پس ان چند مسائل کا مطالبہ پہلے شیعہ صاحبان سے کرلیا جائے۔ کیونکہ یہ

مسائل متعلق ایمان کے ہیں اگر وہ بدلائل قاطعہ بلا اختلاف اطمینان کر دیں تو پھر انکو حق ہوگا کہ بیشک اصحاب ثلاثہ کے ایمان وغیرہ مسائل اعتقادیہ پر بحث کرلیں اگر یہ صاحبان اپنا ایمان ثابت نہ کر سکیں تو پھر انکو کوئی حق نہیں کہ ہم سے اصحاب ثلاثہ کے بارہ میں گفتگو کریں شیعہ صاحبان کا جبکہ عقیدہ ہے کہ جماعت اولی صحابہ بدون تین یا چار اشخاص کے سب کے سب مرتد و بیدین و فاسق و فاجر و منافق تھے اور اس قرآن مجید میں سے بہت سی آئتیں اور سورتیں نکالدی گئی ہیں اور اسکے الفاظ و حروف بکثرت بدل دیئے گئے ہیں۔ اور فصاحت و بلاغت اور قابل نفرت و خلاف قاعدہ سے عبارتیں بنا کر بڑھائی گئی ہیں اور اسکی ترتیب و ربط کو بھی بے ربط کر دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی انکا عقیدہ ہے کہ ناقلان و راویان قرآن مجید جنکے ذریعہ سے جمع ہو کر یہ قرآن مجید پھیلایا گیا ہے وہ کافر و منافق تھے۔ پس ناظرین آپ غور کریں کہ جب انکے نزدیک جماعت اولی کا یہ حال ہے تو انکا قرآن مجید موجودہ پر کسطرح پر ایمان ہو سکتا ہے اور کس قاعدہ سے وہ تواتر کو پہونچا سکتے ہیں۔ اور علاوہ اسکے انکا یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ ہمارا قرآن مجید امام غائب کے پاس موجود ہے۔ آپ ذرہ غور سے انکے دلائل بھی سنئے جو کہ انہوں نے آئمہ دین کی طرف نسبت کر کے تحریر کئے ہیں۔ وہو ہذا

نمبر اول۔ دیکھو انکی کتاب اصول کافی مطبوعہ نولکشور ص۶۷۱ سطر ۲۲ میں باین الفاظ حدیث امام معصوم سے مسطور ہے۔ عَنْ هشام بن سالم عَنْ ابی عبد الله علیه السلام قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ جِبْرَئِیْلُ علیه السَّلَامُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ سَبْعَةَ عَشَرَ اَلْفَ اٰیَةً ترجمہ ہشام بن سالم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن جو جبریل علیہ السلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لیکر آیا تھا اسمیں ۱۷ ہزار آئتیں تھیں الخ اور موجودہ قرآن مجید جو اہلسنت والجماعت کے ہاں ہے اسمیں چھ ہزار کئی سو آیتیں مسطور ہیں۔

دلیل نمبر ۲۔ دیکھو کتاب اصول کافی مطبوعہ ایضاً ص۲۶۶ سطر ۵ عن حمزة عن اخبرہ قال قرأ رجل عند ابی عبد الله علیه السلام قَالِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فقال لیس هکذا هِیَ اِنَّمَا هِیَ وَالْمَامُوْنُوْنَ فَنَحْنُ الْمَامُوْنُوْنَ الخ ترجمہ ایک شخص نے

امام صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی امام صاحب نے فرمایا یوں نہیں للمؤمنون کے بجائے المامون ہی اور مامون ہم لوگ ہیں۔

دلیل نمبر ۳ - کتاب اصول کافی ص ۱۴۶ سطر ۱۹ مطبوعہ نولکشور میں مصحف فاطمہ علیہا السلام کی بابت یوں مسطور ہی وَاِنَّ عِنْدَنَا لَمُصْحَفُ فَاطِمَةَ وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ قَالَ مُصْحَفٌ فِيهِ مِثْلُ قُرْاٰنِكُمْ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاللّٰهِ مَا فِيهِ مِنْ قُرْاٰنِكُمْ حَرْفٌ وَاحِدٌ ترجمہ ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام کا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ مصحف فاطمہ کیا ہے کیا وہ صحیفہ ہے کہ اسمیں تمہارے اس قرآن سے دوچند زیادتی ہے اور قسم خدا تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی اسمیں نہیں ہے اور اسی صفحہ کے پہلے پانچ سات سطریں کہ ہمارے ہاں ایک مصحف ہی جس کی لمبائی ستر گز کی ہے اسمیں سب کچھ درج ہے اور الفاظ اسکے یہ ہیں وَاِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا الْجَامِعَةُ قَالَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ رَسُولِ اللّٰهِ وَآلِهِ وَاِمْلَائِهِ من خلق فيه وخط علي عليه السلام بيمينه فيها كل حلال وحرام وكل شيئ يحتاج اليه الناس حتى الارش في الخدش وفيها كل حلال وحرام وكل شئ يحتاج اليه الناس الخ

دلیل نمبر ۵ - کتاب احتجاج ص ۱۱۹ سے تا ص ۱۲۲ مقامات مختلفہ میں ملاحظہ فرمائیے وانا ظهورك على تناكر قوله فان خفتم الا تقسطوا في اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء وليس يشبه القسط في اليتامى نكاح النساء ولا كل النساء ايتاما فهو مما قدمت ذكره من اسقاط المنافقين من القران وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء اكثر من ثلث القران الخ

ایک شخص نے پہلے بھی سوال کیا تھا آپ نے ناراضگی میں فرمایا کہ اس آیت میں کچھ ربط نہیں اور پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ اس قرآن مجید سے منافقوں نے سب کچھ نکال دیا ہے اور لفظ یتامیٰ اور فانکحوا کے درمیان تہائی قرآن سے زیادہ تھا اور آگے اسکے یوں فرماتے ہیں

ولو شرحت لك كل ما اسقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال وظهر ما تحظر التقية اظهاره یعنی اگر میں تمکو بیان کروں ان چیزوں کو جو نکال دی گئیں اور تحریف کر دی

گئیں اور بدل دی گئیں اور اس قسم کی چیزیں تو بہت طول ہو جائیگا اور تقیہ جس چیز کے ظاہر کرنے سے منع کرتا ہے وہ چیز ظاہر ہو جائے۔ اور کتاب اصول کافی معتبر شیعہ صفحہ ۲۶۲ سطر ۲ عن بصیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما ھکذا نزلت ترجمہ ابو بصیر حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ امام صاحب نے اس آیت کا نزول یوں بیان کیا ہے یعنی جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی امامت علی کے بارے میں وہ فوز عظیم کو حاصل کریگا اور یہ آیت اسطرح پر نازل ہوئی تھی جس میں اب علی کا نام ونشان نہیں رہا ہے اور کتاب اصول کافی ص ۲۶۳ سطر ۵ میں یوں لکھا ہے عن عبداللہ بن سنان عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ. ولقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتہم فنسی ھکذا واللہ انزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ترجمہ عبداللہ بن سنان امام جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتا ہے یعنی بیشک ہم نے آدم سے پہلے ہی چند باتوں کا عہد لیا محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین اور ان آئمہ کے حق میں جو انکی اولاد ہونگی مگر آدم بھول گئے۔ خدا کی قسم یہ آیت اسطرح پر نازل ہوئی تھی (اس آیت میں کسی صاحب کا نام ونشان ہی نہیں رہا) اور اسی کتاب اور اسی صفحہ پر یوں مسطور ہے۔ عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبرائیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بئسما اشتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی بغیاً الخ اسمیں بھی علی کا نام ونشان نہیں رہا۔ وعن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبرائیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ھکذا۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوا بسورۃ من مثلہ (اسمیں بھی علی کا نام ونشان نہیں ہے)۔ ص ۲۶۴ وعن ابی حمزۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبرائیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ھکذا فبدل الذین ظلموا آل محمد حقہم قولا غیر الذی قیل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا آل محمد الخ پس ان تمام دلائل قاطعہ شیعہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید موجودہ میں حرفاً اور لفظاً اور معناً وبلاغتاً وسورۃً وآیۃً تحریف ہو چکی ہے اور اسمیں کسی طرح سے یقین حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ شیعہ اس قرآن مجید کی صحت کے قائل ہیں وہ بقول آئمہ معصوم کے کاذب اور مفتری اور لاعلم ہیں اور انکا یہ کہنا کہ یہ قرآن وہی ہے جو نازل ہوا تھا مردود ہے کیونکہ آئمہ معصوم کا قول بنزدیک شیعہ حکم مرفوع کا رکھتا ہے اور بقول آئمہ معصوم ہر ایک آیت والفاظ قرآنیہ میں احتمال غلطی کا پایا جاتا ہے اور نہی

CamScanner

یہ قرآن مجید شیعوں کا ہو سکتا ہی۔ چنانچہ کتاب حق الیقین قلمی ایرانی صفحہ ۲۶۲ میں باینطور مسطور ہی کہ حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ سے سبب تاخیر کرنیکا دریافت کیا تو اُنھوں نے جواباً کہا کہ میں
قرآن مجید کو جمع کر رہا تھا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور جسکی تاویل مجھے بتلائی گئی تھی اسلئے میں
مجلس شوریٰ کی بیعت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آنے پر دیر ہوئی۔ عمر گفت آنچہ از قرآن ہا ماست
مارا بس است و احتیاج بقرآن تو نداریم حضرت فرمود دیگر این قرآن را نخواہید دید تا مہدی از فرزندان من ظاہر گردد الخ
پس اے ناظرین شیعہ صاحبان سے وہ قرآن مجید طلب کریں جسمیں ۱۷ ہزار آیتیں ہیں اور جسکی تمام الفاظ
وحرکات وسکنات صحیح تھی اور جو حضرت علیؑ کا جمع کیا ہوا تھا جسکا یہ وعدہ کیا گیا ہی کہ تمکو قیامت سے پیشتر
بزبان مہدیؑ سے نظر نہیں آئیگا اور یہ بھی ان دلائل سے ثابت ہوا کہ شیعہ صاحبان باقوال آئمہ معصوم کبھی
اس قرآن مجید پر ایمان اپنا ثابت نہیں کر سکتے اور نہ ہی متواتر طور پر یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ کوئی
قرآن مجید آسمانوں سے نازل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا تھا کیونکہ جب انکی نزدیک جماعت اولی
صحابہ رضؓ نعوذ باللہ مسلمان ہی نہ تھی تو متواتر ہونا قرآن مجید کا کسطرح اور کن لوگوں سے ثابت کرینگے۔ کیا تین
چار آدمیوں کی جماعت سے خبر تواتر ہو سکتی ہی۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں اور علاوہ اسکی جو گوشہ نشین شیعہ نے
لکھا ہی کہ ہم اس قرآن مجید موجودہ کو مانتے ہیں صرف ترتیب تنزیل کے منکر ہیں اور تفسیر درمنثور وغیرہ کتب
تفاسیر اہلسنت پر افترا باندھکر یہ کہدیا ہی کہ اُنکے نزدیک تحریف قرآن کی ہو چکی ہی۔ ناظرین یہ بھی انکا
بہتان ہی۔ اگر شیعہ صاحبان ہمارے علمائے متقدمین کی کسی کتاب سے یا صحابہ کرام رضؓ کے اقوال سے
یہ بات ثابت کردیں تو یکصد روپیہ انعام حاصل کریں۔ ہاں علمائے متاخرین اہلسنت نے بھی صرف
گفتگو قرأت قاریوں میں کی ہی نہ کمی بیشی آیات وسورتوں وکلمات میں۔ اور اگر بفرض محال کچھ
لکھا بھی ہے تو وہ صرف آپکے بناوٹی مذہب کی تردید کی خاطر تمہاری ہی کتب سے نقل
کرکے اپنے بھائیوں کو مطلع کردیا ہے کہ یہ فرقۂ شیعان پاک کا مذہب ہی۔

اب شیعہ صاحبان کو لازم ہے کہ اپنے آئمہ متقدمین کے اقوال سے قرآن موجودہ
پر اپنے ایمان کو ثابت کریں۔ کیونکہ تمہارے متاخرین علماء کے اقوال بمقابلہ آئمہ
معصوم کے ردی ہیں۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بیان فضائل و ایمان دار ہونا اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کا از کتب شیعہ

افسوس کہ آجکل شیعہ صاحبان بوجہ ولی تعصّب آزادی کے آئے دن کتابوں پر کتابیں اور اشتہاروں پر اشتہار جنمیں گھنونے اور دل دُکھانے والے الفاظ اور اصحاب ثلاثہ کے حق میں فحش اور لن ترانیاں اور اُن کے ایمان دار نہ ہونے کے بارے میں لکھ رہے اور شائع کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہمارے برادران اہلسنّت والجماعت کو مناظرے کے لئے بایں الفاظ چیلنج بھی دے دیا ہے کہ سُنّی صاحبان اصحاب ثلاثہ یعنے ابابکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمانؓ ذو النّورین کا ایمان دار ہونا قرآن مجید و کتب شیعہ سے ثابت کریں۔

چنانچہ مسمی برکت علی شیعہ گوشہ نشین وزیر آبادی نے جس کی علمیت پر شیعہ صاحبان کو بڑا فخر اور ناز ہے ایک کتاب معروف بہ گنجینہ مطاعن ۲۰ صفحہ کی لکھ ماری ہے اور اپنے زعم مبارک میں یہ خیال کیا ہے کہ ہمچو ما دیگرے نیست۔ سبحان اللہ کیا کہنا ہے اس گوشہ نشین کا ؎

گوشہ نشین ہو کر اوروں کا دل دُکھانا ☆ ہمجولیوں میں بیٹھ کے بے تکیاں اُڑانا

من گھڑت بس خلافت خمّ غدیر پر ☆ اترانا اور صبح و مسا شادیاں منانا

شیخینؓ اور غنیؓ جو نبیؐ کی پیارے ہیں ☆ محفل میں اپنی اُنکو سبّ و شتم سنانا

برکت علی گوشہ نشین کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ اہلسنت والجماعت کی کونسی کتابیں ہیں اور شیعہ مذہب کی کونسی۔ ہاں یہ ضرور لکھ دیا اور اشتہار دیدیا ہے۔ کہ

کتاب گنجینہ مطاعن میں جو کچھ لکھا گیا ہے کتب معتبر اہل سُنّت سے لکھا گیا ہے حالانکہ یہ آپ کا کہنا محض بہتان و کذب ہے جو اُمکے مذہب میں درست ہے بلکہ جو کذب نہ بولے وہ بے ایمان ہے دیکھو کتاب   صـ سطر ٭

اب ہم گوشہ نشین صاحب کی کتاب گنجینہ مطاعن کے مسائل جنسے اس کتاب کے اوراق سیاہ ہو رہے ہیں ناظرین باتمکین کے پیش کئے دیتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اُنکے جملہ مطاعن کی تردید اُنکی ہی معتبر کتابوں سے کر دکھاتے ہیں۔ اُن کا ہی منھ اور اُن کی ہی چپیڑ۔ اور ساتھ ہی اُن کو چیلنج بھی دیتے ہیں کہ ذرہ میدان میں آکر یہ مسائل ہماری کتب معتبرہ سے نکال کر ہمیں دکھائیں۔ جو کہ آپ نے کتاب گنجینہ مطاعن میں نمبر وار درج کئے ہیں۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔

گوشہ نشین صاحب کی کتاب گنجینہ مطاعن کے مسائل

مسئلہ ۱ علی کو میرے مرنے کے بعد میری نافرمان عورتوں کو طلاق دینے کا حق حاصل ہوگا صـ۵ سطر ۹ ٭

مسئلہ ۲ ام حبیبہ ظاہر باہر کافرہ تھی صـ۳ سطر ۲ ٭

مسئلہ ۳ عثمان جب قتل ہوگئے اُن کی نعش کو گھسیٹ کر ایک گڑھے میں مزبلہ اُروڑی نجاست کے انبار پر ڈالدیا۔ جہاں یہ نعش تین دن اور تین رات بے گور و کفن پڑی رہی۔ اور ایک کُتّا ایک ٹانگ بھی چیر کر کھا گیا۔ اور اس نعش کو یہودیوں کے گورستان میں دفن کردیا صـ۲ سطر ۱۶ تا ۱۹ ٭

مسئلہ ۴ ام کلثوم و رقیہ کافر کے تخم سے تھیں (نعوذ باللہ) صـ۶۹ سطر ۱۔

مسئلہ ۵ ابوبکر و عمر پر لعنت بھیجنے والا صلوٰۃ بھیجنے والے سے بہتر ہے صـ۳۴ تا ۳۵ ٭

مسئلہ ۶ اصحابوں پر لعنت کرنا جائز ہے صـ۱۳۹ ٭

مسئلہ ۷ ابوبکر و عمر منافق تھے صـ۶ ٭

مسئلہ ۸ نعوذ باللہ عثمان یہودی و منافق و کافر و لعنتی ہے ص۲۵
سطر ۱۴ و ۱۵ ÷
مسئلہ ۹ ابو بکر و عمر پر لعنت کرنا ثابت ہے ص۱۳۹ ÷
مسئلہ ۱۰ عثمان یقیناً کافر ہو چکا ہے ص۲۵ ÷

پس اب ناظرین انصاف کریں کیا کوئی مسلمان اہلسنت جماعت سے ایسا دل گروہ رکھتا ہے جو ایسے کلمات ناشایستہ اور بیہودہ شوخ چشمی سے اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے پاک شان میں بولے یا تحریر کرے ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ محض گوشہ نشین صاحب کا اندرونی تعصب اور اصحاب ثلاثہ کے ساتھ دشمنی اور غیظ قلبی کا سبب ہے۔ آئے دن ہمارے بھولے بھالے مسلمان بھائیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر اور گوشت پلاؤ کھلا کر اصحاب ثلاثہ سے رو گردان اور تباہ کر کے اپنے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ بنانے کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے۔ لیکن گوشہ نشین صاحب اس مقولہ کو بخوبی یاد رکھیں کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ ذرہ اپنے مذہب کی کتابوں کی اوراق گردانی تو کر لی ہوتی۔ پھر انکو پتہ لگ جاتا۔ کہ راستی پر کون ہے اور کذب و افترا پر کون۔ من گھڑت خلافت پر اڑے رہنا اور اپنی کتابوں کو طاق میں رکھے رکھنا انصاف کا خون کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

سنئیے اب ہم آپکی کتابوں سے اصحاب ثلاثہ کا ایمان دار ہونا بمعہ انکے فضائل کے ثابت کر دیتے ہیں:-

کتاب نہج البلاغت شیعہ مطبوعہ مصر جزو ثانی صفحہ ۸ سطر ۲ میں باین الفاظ خط حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بنام معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحریر ہے
وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُعَاوِيَةَ إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلَى مَا بَايَعُوا هُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ

أنْ يَرُدَّ وَإِنَّمَا الشُّورَىٰ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنِ اجْتَمَعُوا
عَلَىٰ رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ إِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى فَإِنْ خَرَجَ مِنْ
أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوهُ إِلَىٰ مَا خَرَجَ مِنْهُ فَإِنْ
أَبَىٰ قَاتَلُوهُ عَلَىٰ اتِّبَاعِهِ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ لَهُ وَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰى
وَلَعَمْرِي يَا مُعَاوِيَةُ لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ دُونَ هَوَاكَ لَتَجِدَنِّي
أَبْرَأَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَتَعْلَمَنَّ إِنِّي كُنْتُ فِي عُزْلَةٍ عَنْهُ
إِلَّا أَنْ تَتَجَنّٰى فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَكَ وَالسَّلَامُ فقط۔

اور اس خط کا ترجمہ صاحب نیرنگ فصاحت شیعہ نے صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ یوسفی دہلی میں بایں طور تحریر کیا ہے:۔ **فرمان امیر علیہ السلام کا معاویہ کو** حضرت نے یہ فرمان ارقام فرمایا ہے بے شک مجھ سے اسی قوم نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان سے کی تھی۔ اور اسی امر خلافت پر بیعت کی ہے جس پر اشخاص مذکور کی بیعت وقوع میں آئی تھی۔ اب کسی شخص حاضر کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ راستہ اختیار کرے۔ اور نہ شخص غائب کو اس امر کا مجاز ہے کہ اس کی تردید کرے۔ حقیقۃً شوریٰ مہاجرین و انصار کے لئے ہی زیبا ہے جس شخص پر انہوں نے اجماع کر لیا اور اس امامت کے ساتھ نامزد کر دیا۔ تو ان کا یہ اجماع خوشنودی پروردگار عالم ہے۔ اور اگر کوئی خارج ہونے والا انکے حکم سے طعنہ زنی اور احداث بدعت کر کے نکل گیا تو اسے اسی اجماع کی طرف لوٹا دو۔ جس سے وہ خارج ہوا ہے۔ اگر اسنے انکار کیا تو اس سے مقابلہ کرو۔ کیونکہ وہ سبیل مومنین کے برخلاف اتباع کر رہا ہے اور پروردگار عالم اسی کام کی طرف متوجہ کرے گا جس کی طرف اسنے توجہ کی ہے۔ سن او معاویہ مجھے اپنی جان کی قسم کہ اگر تو دل کی آنکھوں سے دیکھے اور خواہشات بیجا کی پیروی نہ کرے تو مجھے خون عثمان سے سب لوگوں سے زیادہ بری اور مبرا پائیگا۔ تجھے معلوم ہو جائے گا

کہیں اس سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین تھا۔ مگر یہ دوسری بات ہے تو اس شخص سے خون بہا طلب کرے جو خون بہانے والا نہیں۔ اگر ایسا ہو تو شوق سے دعوی کر جو تجھے معلوم ہوا ہے۔ والسلام فقط۔

سبحان اللہ! اللہ اکبر! حضرت علی مرتضے باب مدینۃ العلم کرم اللہ وجہہ نے کس طرح ہمارے اس قرآن مجید مصحف عثمان کی آیات بینات کی تفسیر اس خطبہ میں فرمائی اور ہمارے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا اور سچا فرقان خدا سمجھکر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دلائل پیش کئے اور اس میں اصحاب ثلاثہ کے ایماندار اور جنتی ہونیکا اور ان کی خلافت حقہ راشدہ کا کافی و وافی ثبوت دیا اور خلافت راشدہ سے انکار کرنے والے کو جہنمی اور گمراہ فرماکر قتل کا حکم دیا۔ اور خون عثمانؓ سے بہر حال اپنی برئیت ظاہر کی۔ اور خلافت کے مسئلہ کو شوری پر مبنی رکھا یعنے کمیٹی صحابہؓ مہاجرین و انصار پر اور ان آیات کو مدنظر رکھا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۔ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔ سورہ الشوری سیپارہ ۲۵ **ترجمہ** اور وہ اجر جو خدا کے ہاں بہت بہتر اور پائدار ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور اپنی پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بیحیائی کی باتوں سے کنارہ کش رہتے ہیں اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو ان لوگونکی خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور آپس کے شوری سے اپنا امیر مقرر کر لیتے ہیں۔ اور جو ان کو ہمنے دے رکھا ہے اُس سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں الخ۔

پس اس آیت سے امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ کا امارت وحکومت د

خلافت راشدہ کے مسئلہ کو بحکم ربّی شوریٰ مومنین سے ثابت کیا۔ اور اپنے شیعوں کو خوب ڈانٹا۔ اور کہا کہ امیر شوریٰ مومنین مہاجرین و انصار سے ہوا کرتا ہے بلکہ جس بات پر مہاجرین و انصار کا شوریٰ (کمیٹی) و اجماع سے امیر مقرر ہوتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی پسند ہوا کرتا ہے۔ اور خلافت اصحاب ثلاثہ کی شوریٰ اور اجماع سے ہوئی ہے۔ لہٰذا اس پر طعن کرنا بے دینوں اور گمراہوں کا کام ہے۔ دیکھو اس اجماع مؤمنین مہاجرین و انصار کی شان خود خداوند کریم فرمارہا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ سورہ توبہ سیپارہ ۱۱ یعنی مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی سب سے پہلے ایمان لائے اور نیز وہ لوگ جو خلوص دل سے تابعدار ہوئے خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش۔ خدا نے اُن کے لئے بہشت کے باغ تیار کئے ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور وہ اُس میں ہمیشہ رہینگے اور یہی بڑی کامیابی ہے الخ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کریمہ مطابقت سے مہاجرین و انصار کی تعریف ثابت فرمائی۔ کہ جنہوں نے سب سے اول ایمان میں سبقت حاصل کی اور جو اُن کے تابعدار ہوئے جنہوں نے اُن کو برحق خلیفہ مانا۔ وہ لوگ قطعی جنتی ہیں ایسے لوگوں کے اجماع سے انکار کرنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔

پس اس خطبہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ امر ثابت کیا ہے کہ خلافت راشدہ غصب و جبر سے وقوع میں نہیں آئی۔ بلکہ

بمشورہ مہاجرین و انصار و تابعین کے اجماع سے مقرر ہوئی۔ اور ایسے شوریٰ اور اجماع سے انکار کنندہ دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے اور ایسا شخص سخت سزا کے لائق ہے۔ کیونکہ مشورہ وہ چیز ہے جس کا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں طور ہوا تھا وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ پ۴ **ترجمہ** اور مشورہ امارت معاملات میں اُن کو شریک کر لیا کر۔ اور تمہارے دل میں جب عزم ایک چیز کا ہو جائے تو اُسکو کر لیا کر۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا۔ سبحان اللہ کیا عجیب خطبہ **مدینۃ العلم** نے مختصر طور پر مطابق **قرآن مجید** کے تحریر فرمایا اور خلافت برحق راشدہ کو موسیین مہاجرین و انصار کے مشورہ و اجماع و رضامندی خداوند کریم پہ اپنی امارت کا بھی ثبوت دیا اور منکر کو سزا قتل و ناجہنمی ہونے کی لگائی۔ اور علاوہ اسکے کتاب احتجاج صفحہ ۲۰۴ میں حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ لَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ وَلَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ عُمَرَ وَلَكِنْ أَفْضَلُ أَبُو بَكْرٍ الخ میں ابوبکر صدیق رضؓ و عمر فاروق رضؓ کے فضائل سے انکار نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ ابابکر صدیق افضل ہے عمر فاروق رضؓ سے اور علاوہ اسکے علامہ طبرسی شیعہ کتاب مجمع البیان میں لکھتا ہے کہ آیت کریمہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي حضرت ابابکر صدیق رضؓ کے شان میں نازل ہوئی ہوئی ہے اور اُسکا مصداق خداوند کریم نے اُن کو ہی فرمایا۔ **وھو ھذا**

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ إِنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ لِأَنَّهُ اشْتَرَى بِمَالِهِ الَّذِينَ أَسْلَمُوا مِثْلَ بِلَالٍ وَعَامِرِ بْنِ فُهَيْرَةَ وَغَيْرِهِمَا وَأَعْتَقَهُ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي یعنی حضرت ابابکر صدیق رضؓ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ غلاموں کو بوجہ اسلام لانے کے خرید لیتے۔ پھر اُن کو آزاد کر دیتے مثل بلال رضؓ و عامر رضؓ وغیرہ کے اور وہ شخص جنتی ہوا جس نے اپنے پاک مال کو راہ خدا میں صرف کیا +

تعجب ہے ان شیعوں پر کہ اصحاب ثلاثہ کو کس زبان سے کافر اور منافق کہکر اپنا

اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہیں جنکو خداوند کریم جنتی اور اتقی النّاس کا صاف صاف فتوےٰ دے رہا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنکو بمنزلہ کان وچشم و دل جانتے ہوں ٭

اور لیجئے۔ کتاب فروع کافی جلد ۲ صـ ۱ میں حضرت امام جعفر علیہ السلام سے ایک طول حدیث مشتمل بر فضیلت ابوبکر صدیق بمقابلہ گروہ فقرائے صوفیا بایں الفاظ مسطور ہے لَا تَفْضُلُ عَلَيْهِم وَمَنْ أَزْهَدُ مِنْ هٰؤُلَاءِ وَقَدْ قَالَ فِيْهِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا قَالَ کہ نہیں فضیلت رکھتا ابوبکر صدیق اور ابوذر وغیرہ صحابہ پر کوئی شخص باوجود زہد و تقویٰ میں بتلایئے !۔

اور اسی طرح حضرت امام عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر ذکر ہجرت میں لکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق میں حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمایا جَعَلَكَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ الخ یعنی فرمایا نبی علیہ السّلام نے ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے تجھے بمنزلہ کان و آنکھ کے بنایا جیسا کہ سر کو جسد سے تعلق ہے اور بمنزلہ روح کے جیسے اسکو تعلق بدن سے ہے۔ سبحان اللہ حضور علیہ السّلام نے کیا عجیب اور زرسے لکھنے کے لائق تعلق اپنے یاروں کے ساتھ فرمایا کہ جیسے سمع اور بصر کو سر سے اور سر کو جسم سے تعلق ہے ویسا ہی مجھے ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے ٭

اور کتاب مجالس المؤمنین صـ ۸۹ مجلس سوم۔ حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اصحابوں میں ہمیشہ یوں فرمایا کرتے تھے مَا سَبَقَكُمْ أَبُوْ بَكْرٍ بِصَوْمٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلٰكِنْ بِشَيْءٍ وُقِرَ فِيْ قَلْبِهٖ ترجمہ ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے یاروں میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ زیادہ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے ابوبکر رضہ تم سے سبقت نہیں لیگیا ہے بلکہ بوجہ اس چیز کے جو اسکے سینہ میں محبت ڈالی گئی تھی۔ اور صاحب کتاب فصول شیعہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے بایںطور تحریر کرتا ہے :-

اَنَّہٗ قَالَ لِجَمَاعَۃٍ خَاضُوْا فِیْ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِیْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالُوْا لَا الخ **ترجمہ** اس عبارت مکمل کا صاحب شیعہ کتاب پلپٹ وغیرہ نے یوں لکھا ہے کہ ایک جماعت حضرت ابابکر صدیقؓ وعمر فاروقؓ وعثمان ذوالنورینؓ کے شان میں کچھ کلام کر رہے تھے۔ تو اُن کو امام باقرؓ نے فرمایا۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تم اُن مہاجرین سے ہو کہ جنکے شان میں خدا تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ اپنے گھروں سے نکالے گئے اللہ کا فضل و رضامندی طلب کرتے ہیں اور اللہ اور اُسکے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں۔ تو اس جماعت نے کہا یہ درجہ ہمیں نصیب نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا تم اُن انصار سے ہو جنکے حق میں خداوند عالم نے خوشخبری فرمائی ہے۔ جنہوں نے مدینہ میں اپنے گھر بنائے اور ایمان لائے اُن سے پہلے وہ مہاجرین سے دوستی رکھتے ہیں جو اپنے گھر چھوڑ کر اُنکے پاس آگئے تو اُنہوں نے جواب کہا کہ ہم اُن سے نہیں اور نہ ہی ہم یہ درجہ رکھتے ہیں۔ تو فرمایا امام صاحب نے کہ اگر تو تم نے تسلیم کر لیا۔ کہ ہم مہاجرین و انصار کا رتبہ نہیں رکھتے۔ اور اب میں اسبات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ تم اُن لوگوں سے نہیں ہو جنکے شان میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو اُن بزرگواروں کے بعد آئے وہ کہتے ہیں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنے اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور ان لوگوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ہمارے دلوں میں اُن کی عداوت نہ ڈال اے رب ہمارے تو مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اور صاحب تفسیر قمی مفسر شیعہ آیت فِی الْغَارِ کے تحت میں حضرت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث بایں طور تحریر کرتا ہے :-
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ۔ قَالَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
لَمَّا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ
کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی سَفِیْنَةِ جَعْفَرٍ فِیْ اَصْحَابِهٖ تَقُوْمُ فِی الْبَحْرِ
وَاَنْظُرُ اِلَی الْاَنْصَارِ مُحْتَبِیْنَ فِیْ اَفْنِیَتِهِمْ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَتَرَاهُمْ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرِنِیْهِمْ فَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَرَاٰهُمْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْتَ الصِّدِّیْقُ **ترجمہ** امام جعفر صادق ؑ
فرماتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں تھے تو آنحضرت
نے ابوبکر سے کہا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ جعفر اور اُسکے اصحابوں کی (سمندر میں)
کشتی کھڑی ہوئی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں انصار مدینہ کو جو اپنے گھروں کے
اندر ہیں۔ تو ابوبکرؓ نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ ؐ آپ اُن کو دیکھ رہے ہیں۔ حضورؑ
نے فرمایا ہاں۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ مجھے بھی دکھا دیں۔ پس حضور نے
ابوبکر کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ تو ابوبکرؓ کو بھی سب نظر آگئے۔ تو حضورؐ نے
فرمایا تو صدیقؓ ہے الخ۔

پس ان روایات شیعہ سے کسقدر فضیلت اصحاب ثلثہ کی ثابت ہوتی ہے
اگر شیعہ صاحبان کچھ بھی نظر ایمان سے غور کریں۔ تو انکو پتہ لگ جائے۔ اور مؤرخ
لکھتے ہیں کہ اُسوقت جعفر طیّار نے حبش کی طرف ہجرت کی ہوئی تھی۔ سمندر میں
کشتی پر سوار تھا۔ تو حضور علیہ السّلام نے غار میں اُن کا حال دیکھا اور ابابکرؓ صدیق
کو **صدّیق** فرمایا۔

اور کتاب تحفۃ الاشعریہ مقصد اول بحوالہ **کشف الغمّہ** میں علی بن عیسٰے
شیعہ نے بایں الفاظ روایت نقل کی ہے سُئِلَ الْاِمَامُ جَعْفَرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
عَنْ حِلْیَةِ السَّیْفِ هَلْ یَجُوْزُ قَالَ نَعَمْ قَدْ حَلَّی اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ
سَیْفَهٗ فَقَالَ الرَّاوِیْ اَتَقُوْلُ هٰکَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَقَامِهٖ

فَقَالَ نِعْمَ الصِّدِّیْقُ نِعْمَ الصِّدِّیْقُ نِعْمَ الصِّدِّیْقُ
فَمَنْ لَمْ یَقُلْ لَهُ الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهُ فِی الدُّنْیَا وَ
الْاٰخِرَةِ **ترجمہ** حضرت امام باقر علیہ السّلام دربارہ آراستہ
کرنے تلوار کے چاندی کے زیور سے سوال کیے گئے تو آپ نے فرمایا بے شک
جائز ہے کیونکہ ابابکر صدیق رض نے چاندی سے تلوار کا قبضہ بنایا ہوا تھا کہا راوی
نے کیا آپ ایسا کہتے ہیں یعنی ابوبکر رض کو **صدیق** کا خطاب دیتے ہیں۔
امام باقر علیہ السّلام زمین سے بوجہ اعتراض کرنے اسکے کے ناراض ہو کر اچھلے اور
فرمایا ہاں **صدّیق صدّیق صدّیق** جو اسکو **صدّیق** نہ کہے۔
خداوند کریم اسکی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا نہ کرے۔
اور کتاب نہج البلاغت مطبوعہ مصری جلد ثانی صفحہ ۱۵۱ میں بایں الفاظ خطبہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کا تحریر ہے وَمِنْ کِتَابٍ لَهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَتَبَهُ اِلٰی اَهْلِ
الْاَمْصَارِ یَقْتَصُّ فِیْهِ مَا جَرٰی بَیْنَهُ وَبَیْنَ اَهْلِ صِفِّیْنَ وَکَانَ
بَدْءُ اَمْرِنَا اَنَّا الْتَقَیْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا
وَاحِدٌ وَنَبِیَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِیْدُهُمْ
فِی الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِیْقِ بِرَسُوْلِهِ وَلَا یَسْتَزِیْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٌ
اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِیْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ **ترجمہ**
فرمان امیر علیہ السّلام کا جس کی تمام شہر و امصار میں تشہیر کرائی گئی جس میں
آپ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا جو آپ کے اور اہل صفین کے درمیان ہوا تھا
فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے معاملہ کی اسطرح پر بنا واقع ہوئی ہے جو ہمارے اور
اہل شام کے مابین واقعہ ہوا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک
ہے اور ہمارا اور ان کا نبی ایک ہے اور ہماری اور ان کی دعوت اسلام
میں ایک ہے۔ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے رسول کی تصدیق کرتے ہیں۔
نہ ہم ان سے زیادہ اور نہ وہ ہم سے زیادہ۔ پس ہمارا اور ان کا معاملہ ایک ہی

صرف انکے اور ہمارے درمیان عثمان کے خون کا اختلاف ہے۔ اور ہم اس خون سے بری تھے۔ فقط

ناظرین اور گوشہ نشین صاحب انصاف فرمائیں۔ کہ اس خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صحابہ مہاجرینؓ و انصارؓ و حضرت معاویہ اور انکے تمام انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مسلمان اور مومن کامل اور اپنے برابر ایمان دار ہونا فرمایا ہے یا نہیں اور یہ خط امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منازعت پر تحریر فرمایا ہے یا نہیں۔

اب ہم شیعہ صاحبان اور انکے گوشہ نشینوں کو حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور فضیلت جو آب زر سے لکھنے کے لایق ہے جس سے ایمان دار کا ایمان بڑھتا ہے اور غیظ والوں کا غضب اور حسد۔ معتبر تاریخ شیعوں بنام حملہ حیدری سے لکھ دیتے ہیں:-

یعنی موّرخین شیعہ لکھتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا اور حضور علیہ السلام نے کعبہ کے بتوں کو توڑ ڈالنے کا قصد فرمایا۔ تو حضرت علی رضؓ کو کہا کہ تو میرے دوش پر سوار ہو کر انکو توڑ ڈال تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا کہ حضورؐ آپ میرے دوش پر سوار ہو کر انکو توڑ ڈالیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی تو اس میرے بوجھ یعنی نبوّت کے بھار کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اور جب آپکی ذات اقدس غار ثور میں معہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لے گئے تو ابابکر صدیق رضؓ کے دوش پر سوار ہوئے۔ چنانچہ صاحب حملہ حیدری جلد اول ۱۹۶ صفحہ میں بایں طور ذکر کرتا ہے:-

چو رفتند چندیں بدامان دشت	قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکرؓ انگہ بدوشش گرفت	ولے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ درکس چنان قوت آمد پدید	کہ بار نبوت تواند کشید

تفسیر عمدۃ البیان شیعہ تحت آیت وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا کے مسطور ہے کہ رسول خدا صلعم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے پر حرام کیا اور حضرت حفصہ کو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ ایک راز میرا اور ہے وہ یہ ہے کہ میرے پیچھے

ابوبکر اور عمر باپ تیرا اسکا اس امت کے ہونگے اور بادشاہی کرینگے۔ بعد حضرت عثمان حکومت کریگا۔ حفصہ نے راضی ہوکر یہ دونوں راز عائشہ کو بتلا دیئے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو شیعہ صاحبان خلافت بلافصل علی کی کہاں ہے؟

سنئے اگر گوشہ نشین وغیرہ شیعہ صاحبان کو ان دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے مجموعہ تحریر کرنے سے سمجھ نہ آئی ہو تو لیجئے ہم ہر ایک اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے فضایل کے دلائل علیحدہ علیحدہ نام بنام کتب شیعہ سے ہی تحریر کر دیتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل از کتب شیعہ

شیعان پاک ہمیشہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو ہمیشہ سب و شتم سے یاد کیا کرتے ہیں اور ہر ایک طرح سے انکو مطعون کرکے اپنے دل کا ارمان نکالتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ برکت علی شیعہ گوشہ نشین اپنی کتاب گنجینہ مطاعن میں لکھکر اپنے دل کو خوش کیا ہے لو اب ہم شیعہ صاحبان کی کتابوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل بزبان حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کر دیتے ہیں۔ دیکھو کتاب نہج البلاغت معتبر شیعہ جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۵ میں بایں طور خطبہ مسطور ہے کہ جب حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی نے ایران کی لڑائی کا ارادہ کیا تو مشورہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے لیا تو حضرت علی المرتضے رضی اللہ تعالی عنہ نے جواباً فرمایا وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَام لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدِ اسْتَشَارَهٗ فِي غَزْوَةِ الْفُرْسِ بِنَفْسِهٖ

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهٗ وَلَا خِذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ وَلَا قِلَّةٍ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَظْهَرَهٗ وَجُنْدُهُ الَّذِيْ أَعَدَّهٗ وَأَمَدَّهٗ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهٗ وَنَاصِرٌ جُنْدَهٗ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهٗ وَيَضُمُّهٗ فَإِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيْرِهٖ أَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوْا قَلِيْلًا فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْإِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ

فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَاَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ انتقضت عليك العرب مِنْ اَطْرَافِهَا وَاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ العورات اَهَمَّ عَلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ اِنَّ الاعاجم ان ينظروا اليك غدا يقولوا هٰذا اصل العرب فاذا قطعتموه استرحتم فيكون ذلك اَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمَعِهِمْ فِيْكَ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ من مَسِيْرِ الْقَوْمِ الى قتال المسلمين فَاِنَّ الله سبحانه هو اَكْرَهُ لمسيرهم منك وهو اقدر على تغيير ما يكره وَاَمَّا مَا ذكرتَ مِنْ عددهم فانا لم نكن نقاتل فيما مضى بالكثرة وَاِنَّمَا كُنَّا نقاتل بالضرب وَالْمَعُوْنَةِ الخ ترجمہ مختصر بیشک یہ دین وہ نہیں جس کی فتح و شکست کثرت و قلت لشکر پر ہو یہ اللہ کا دین جس کو اُسنے ظاہر کیا اور یہ اُسکا لشکر ہے جسکو اُسنے تیار کیا اور مدد دی۔ یہانتک پہونچا اور نکلا جہانسے نکلا۔ اور ہم لوگ اللہ کے وعدے پر ہیں اور اللہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔ اور اپنے لشکر کو مدد دینے والا ہے۔ اور صاحب حکومت کی مثال ایسی ہے جیسے ڈوری خردل کے دانوں کی ہے۔ وہی ڈوری سب دانوں کو یکجا کئے ہوئے ہے۔ اگر وہ ٹوٹ جائے تو دانے بکھر جائیں۔ پھر کبھی اپنی پہلی حالت پر جمع نہ ہوں۔ آج اگرچہ اہل عرب کم ہیں مگر اسلام کے سبب سے بہت ہیں اور اتفاق کی وجہ سے غالب ہیں۔ پس آپ قطب بن جائیے اور چکی کو عرب میں چلائیے اور دوسرے لوگوں کو لڑائی کی آگ میں ڈالئے (آپ جائیے نہیں) کیونکہ اگر آپ یہاں سے گئے تو تمام اہل عرب چاروں طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑینگے یعنے آپکے ساتھ ہو جائینگے تو یہانتک نوبت پہنچ جائیگی۔ کہ شہر مدینہ خالی ہو جائیگا۔ اور مقابلہ کی فکر سے پیچھے کی فکر آپکو زیادہ ہو جائے گی۔ اور عجمی لوگ جب حضور کو دیکھینگے تو کہیں گے یہ عرب کی بڑی بیخ ہے اگر اسکو کاٹ ڈالا تو ہمیں ہمیشہ کے لئے

آرام ہو جائیگا۔ پس وہ نہایت درجہ کی کوشش آپکے قتل کی کرینگے۔ اور یہ جو آپنے کہا ہے کہ ایرانی مسلمانوں سے لڑنے کے لئے چل بھاگے ہیں۔ تو سبحانہٗ تعالےٰ کو اُن کا چلنا آپ سے زیادہ ناپسند ہے اور وہ اپنی ناپسندیدہ چیز کے بدلنے پر بڑی قدرت رکھتا ہے اور جو آپنے کہا ہے کہ ایرانیوں کا بہت لشکر ہے۔ تو اُس کی کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ ہم گذشتہ زمانہ میں کثرت لشکر کے بھروسہ پر نہیں لڑتے تھے۔ بلکہ خداوند کریم کی مدد کے بھروسہ پر لڑتے تھے الخ **فائدہ**۔ اس کلام امیر المؤمنین سے یہ امر ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپس میں بہت دوستی تھی۔ ورنہ حضرت عمرؓ کیوں مشورہ لیتے اور حضرت اُن کے دین کو دین اللہ اور اُن کے لشکر کو لشکر اللہ کیوں فرماتے اور اُن کو قطب کیوں قرار دیتے اور اُن کو لڑائی ایران سے کیوں روکتے۔ اور اُن سے دلی باتیں کیوں فرماتے اور اُن کے چلے جانے سے مدینہ طیبہ کو کیوں خالی ہو جانے کا بیان فرماتے۔ کیا شیعہ صاحبان کو اس کلام عالی شان حضرت علی علیہ السلام سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایماندار ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ جواب دو۔

لو اب ہم اور کلام امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا تمہیں دکھا دیتے ہیں:۔
کتاب نہج البلاغت مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۱۰ میں کلام لہ علیہ السلام

قد شاوره عمر فی الخروج الی غزوة الروم بنفسه وَقَدْ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِاَهْلِ هٰذَا الدِّیْنِ بِاِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِیْ نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِیْلٌ لَا یَنْتَصِرُوْنَ وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِیْلٌ لَا یَمْتَنِعُوْنَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِنَّكَ مَتٰى تَسِرْ اِلٰى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِیْنَ كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰى بِلَادِهِمْ لَیْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ یَرْجِعُوْنَ اِلَیْهِ الخ فَابْعَثْ اِلَیْهِمْ رَجُلًا مُجَرَّبًا وَاحْفِزْ مَعَهُ اَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِیْحَةِ فَاِنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فَذَاكَ

مَا تُحِبُّ وَإِنْ تَسْكُنِ الْأُخْرٰى كُنْتَ رِدَاءً لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ الخ

مطلب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے اس دین والوں کی جماعت کو عزت دینے کا اور اُن کی کمزوری کو چھپانے کا اور جس نے اُنکی مدد کی اس حالت میں کہ وہ کم تھے مدد نہ پا سکتے تھے اور جس نے انکو بچایا اس حالت میں کہ کم تھے بچ نہ سکتے تھے وہ زندہ ہے نہ مریگا آپ لڑائی میں نہ جائیے۔ کیونکہ اگر آپ چلے گئے تو مسلمانوں کا مرجع و پشت پناہ آپکے بعد کون ہوگا۔ حافظ دین کا اللہ تعالیٰ ہے جو زندہ ہے

فائدہ سبحان اللہ شیعہ صاحبان ذرہ ایمان سے کہئیے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کس پیار و محبت سے یہ مشورہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اور دین اللہ اور دین مسلمانوں کا اور جائے پشت پناہ و مرجع مومنین کا کسکو فرمایا اور مرجع مسلمین مومنین ایماندار ہوا یا نہیں مہربانی فرما کر جواب دیں۔

اور کتاب فروع کافی جلد اوّل صفحہ ۶۱ سطر ۲۰ کتاب الجہاد میں نیز بالمنظور حضرت امام جعفر علیہ السلام سے مذکور ہے کہ ایک شخص نے امام سے دریافت کیا کہ جہاد ہر شخص پر واجب ہے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ جس شخص میں یہ اوصاف ہوں اُسپر جہاد واجب ہے۔ وہو ہذا :-

التَّائِبُوْنَ

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُ مَاذُوْنًا لَّهٗ فِي الْقِتَالِ حَتّٰى يَكُوْنَ مَظْلُوْمًا وَلَا يَكُوْنُ مَظْلُوْمًا حَتّٰى يَكُوْنَ مُؤْمِنًا وَلَا يَكُوْنُ مُؤْمِنًا حَتّٰى يَكُوْنَ قَائِمًا بِشَرَائِطِ الْاِيْمَانِ الخ

اور راوی نے پوچھا کہ آیت اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ مہاجرین کے حق میں نازل

ہوئی تھی۔ کہ جنہوں نے مکہ میں مشرکین سے جہاد کیا تھا۔ مگر جن لوگوں نے
کسرٰے وقیصر یعنی ایران و روم سے جہاد کیا اُن کے حق میں آپ کیا فرماتے
ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا دیکھو ص۳۱۶ وَلٰکِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ ظُلِمُوْا مِنْ
جهتين ظلمهم اَهْلُ مَكَّةَ بِاِخْرَاجِهِمْ مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ
فقاتلوهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ وَظَلَمَهُمْ كسرٰى
وقيصر ومن كان دونهم مِنْ قبائِلِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ بِمَا كَانَ فِيْ
اَيْدِيْهِمْ مِمَّا كَانَ المؤمنون اَحَقَّ بِهٖ منهم فقد قَاتَلُوْهُمْ باذن
اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ الخ

مطلب یہ ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے کسرٰے وقیصر یعنی روم و ایران کے
جہاد کرنے والوں کو یہ چند دلائل آیات بیّنات مومن کامل فرمایا۔ اور اُن کے
جہاد کو باجازت و رضامندی رب العالمین کے ثابت کیا۔ اور یہ تمام جہان
جانتا ہے کہ کسرٰے وقیصر حضرت ابابکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے
اپنی تلوار آبدار سے فتح کئے تھے۔ چنانچہ کتاب روضہ کافی مطبوعہ لکھنؤ ص۱۲۳
سطر ۳ میں بایں طور مذکور ہے الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ يعني
غلبتها فَارِسُ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهِيَ الشامات وَمَا حَوْلَهَا وَهُمْ
يَعْنِيْ وَفَارِسُ مِنْ بعد غلبهم سَيُغْلَبُوْنَ يعني يَغْلِبُهُمُ المسلمون
فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بعد وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ
الْمُؤْمِنُوْنَ بنصر اللّٰه يَنْصُرُ من يشاء فَلَمَّا غزو المسلمون الفارس
وافتتحوها فرح المسلمون بنصر اللّٰه قَالَ قلت اَلَيْسَ اللّٰهُ عَزَّ وَ
جل يقولُ فی بضع سِنِيْنَ وَقَدْ مَضٰى للمؤمنين سِنُوْنَ كَثِيْرَةً
مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وآله وَفِيْ امارةِ ابی بكر وَاِنَّمَا غَلَبَ
الْمُؤْمِنُوْنَ فَارِسَ فی امارةِ عمر فقال الم اقل لكم اِنَّ هٰذَا تاويلا
وتفسيرا والقرآن يا اَبَا عُبَيْدَةَ ناسخ ومنسوخ اَمَا تسمع لقولِ اللّٰهِ

عزّ وجلّ للّٰہ الامر من قبل ومن بعد یعنی الیہ المشیۃ فی القول ان یوخر ما قدّم ویقدم ما اخر فی القول الی یوم یحتم القضاء بنزول النصر علی المؤمنین الخ

ترجمہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ الم مغلوب ہوگئے رومی زمین قریب کے یعنے اہل فارس اُن پر غالب آگئے نزدیک کی زمین میں اور وہ شام اور قسطے ان کے مقامات ہیں اور وہ یعنی اہل فارس اپنے غالب ہونیکے بعد مغلوب ہو جائینگے یعنے مسلمان اُن پر غالب آجائینگے۔ چند برس میں اللہ کے لئے ہے حکم پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ اور اسی دن مومن خوش ہونگے اللہ کی مدد سے اللہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے۔ جیسا کہ مسلمانوں نے ایمان میں جہاد کیا۔ اور اسکو فتح کیا۔ تو مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوگئے ہونگے امداد وی ابو عبیدہ کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ عز وجل کا تو یہ حکم ہے۔ چند سال میں دفتح مسلمانونکے بھائیوں کی) حالانکہ مسلمانوں کو بہت سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذرے۔ پھر ابو بکر رض کی امارت خلافت میں گذرے لیکن پھر غلبہ مسلمانوں کو خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاصل ہوا۔

مسلمانوں کو خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ غلبہ حاصل ہوا (یہ کیا وجہ ہے) امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو کہدیا تھا کہ اس آیت کی ایک خاص تفسیر ہے اور کہا اے ابو عبیدہ قرآن میں ناسخ و منسوخ (آیتیں ہیں) کیا تمنے یہ اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا۔ کہ اللہ کے اختیار ہے کلام کرنے میں کہ جس کو اول کیا اسکو پیچھے کردے اور جس کو پیچھے کیا اسکو آگے کردے اس روز تک کہ قضاء الٰہی مسلمانوں کی مدد کے لئے جاری ہو جائے الخ۔

فائدہ۔ اس کلام امام باقر علیہ السلام و کتاب کافی سے ثابت ہوا کہ ایران کو فتح کرنے والے مجاہدین مسلمان تھے۔ اور فتح پر خوشی کرنے والے مومن خالص تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ یہ فتح ایران کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خلافت حقہ ہیں اور انہوں کے ہاتھ مبارک سے ہوئی تھی۔

اب شیعہ صاحبان مہربانی فرماکر اسکا جواب دیں کہ فتح ایران کس کی خلافت اور کس کے لشکر سے ہوئی تھی اور وہ فتح پر خوشی کرنے والے مومن تھے یا نہیں ذرہ امام صاحب کی کلام کو سوچ سمجھکر علامہ حائری وگوشہ نشین وغیرہ اسکا جواب تحریر کریں اور ذرہ اپنی کتاب اصول کافی اصح الکتب کے صفحہ ۲۹۶ کو ملاحظہ کرلیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عمر کی خلافت میں شہربانو جس سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ مبارک فرزند پیدا ہوئے اور جس کی پشت طیبہ سے تمام سادات ظہور میں آئی۔ اس کا نکاح باجازت ورضامندی خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کے کیا گیا۔ اور بیت المال حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سے مہر بائی شہربانو کا تجویز کیا گیا۔ اور لشکر مسلمین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے مال غارت میں آئی اور وہ دختر یزدجرد بادشاہ فارس کی تھی۔ وہ اصل عبارت یہ ہے :-

عن ابی جعفر علیہ السلام قال لَمَّا قُدِمَتْ بِنْتُ يَزْدَجَرْدَ عَلٰى عُمَرَ أَشْرَفَ لَهَا عَذَارِى الْمَدِيْنَةِ وَأَشْرَقَ الْمَسْجِدُ بِضَوْئِهَا لَمَّا دَخَلَتْهُ فَلَمَّا نَظَرَ عَلَيْهَا عُمَرُ غَطَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ أُفٍّ بِيْرُوْجِ بَادَا هُرْمُزْ فَقَالَ عُمَرُ أَتَشْتُمُنِيْ هٰذِهٖ وَهَمَّ بِهَا فَقَالَ لَهٗ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ خَيِّرْهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحْسِبْهَا بِفَيْئِهٖ فَخَيَّرَهَا فَجَاءَتْ حَتّٰى وَضَعَتْ يَدَهَا عَلٰى رَأْسِ الْحُسَيْنِ عليه السلام مَا اسْمُكِ فَقَالَتْ جَهَانْ شَاهْ فَقَالَ لَهَا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ شَهْرَبَانُوْيَهْ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَيَلِدَنَّ لَكَ مِنْهَا خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ فَوَلَدَتْ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ

امام زین العابدین علیہ السلام

اور کتاب صافی جلد سوم صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ نولکشور کتاب الحجۃ وکتاب معتبر شیعہ جلاء العیون مترجم جلد ۲ صفحہ ۵۸۳ میں نیز باسط طور مذکور ہے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ

میں جب یزدجرد شہریار المسر بادشاہان عجم کی دختر کو عمرؓ کے پاس لائے تو جمیع عورتیں مدینہ کی اسکا حسن و جمال دیکھنے کے لئے آئیں اور جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے دیکھنے کا قصد کیا اور وہ مانع ہوئی منہ اپنا ڈھانک لیا اور کچھ الفاظ اپنی زبان فارسی میں کہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے الفاظ نہ سمجھے اور غصہ ہوکر کہا۔ کہ اسکو بیع کردینا چاہیئے۔ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت آپ نے اسکے الفاظ نہیں سمجھے۔ یہ آپکو دشنام نہیں دیتی ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اسکو کہو کہ ان مسلمانوں سے کسی ایک کو قبول کرلے اور اسکو اس سے تزویج کرکے اسکا مہر عطائے بیت المال سے دیا جائے سو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمطابق فرمودہ امیر المومنین کے اس عورت کو کہا کہ کسکو اس مجلس میں اختیار کرتی ہے۔ اسنے حضرت امام حسینؓ کے سر پر ہاتھ رکھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تیرا کیا نام ہے اسنے جواباً کہا جہان شاہ فرمایا امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹے تیرا نام شہربانو رکھا۔ اور پھر مخاطب ہوکر اپنے فرزند کو فرمایا کہ اس سے نیک سلوک کرنا اس سے سعادتمند فرزند پیدا ہوگا۔ جو بعد تمہارے بہترین اہل زمین سے ہوگا۔ (یعنے **زین العابدین**) پس ان حوالجات قاطع سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضہ خالص مومن اور دوست حضرت علی و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تھے ورنہ ایسی عورت حسین و جمال والی شاہزادی کا نکاح اپنے بیت المال سے حق مہر دیکر امام حسین علیہ السلام سے بمشورہ حضرت علی علیہ السلام کے کیونکر کرتے۔ اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان لقبول شیعہ صاحبان نہ تھے تو ان کا مال غنیمت کیونکر حلال ہوا۔ اور شہربانو کا نکاح کس قانون محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین علیہ السلام کے ساتھ درست ہوا شیعہ صاحبان اسکا جواب بھی کسی معتبر کتاب سے تحریر کریں۔

CamScanner

اور کتاب احقاق الحق شیعہ مت میں با ینطور حضرت امام جعفر علیہ السلام
سے مسطور ہے ھُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَی الْحَقِّ
رَحْمَتُہُمُ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ترجمہ یعنے حضرت ابا بکر صدیق و حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا وہ
دونوں امام عادل تھے حق پر تھے حق پر مرے پس انپر خدا کی رحمت قیامت
تک ہو الخ۔ پس ان تمام دلائل قاطع سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت شیخین کا
بڑا ہی عالی شان تھا۔ اور جو صاحب کتاب دعوت حق شیعہ نے لکھا ہے
کہ اس عبارت کا مطلب یہ نہیں کہ وہ عادل قاسط حق پر تھے بلکہ اسکا مطلب
امام نے یہ لیا ہے کہ عادل عدول سے مشتق ہے اور قاسط اور امام سے مراد اہل جہنم
کے امام ہیں۔ بلکہ امام جعفرؓ نے بھی یہی مراد لی ہے۔

اب ناظرین سوچیں کہ یہ لوگ کسقدر تعصب و کینہ و عناد اصحاب ثلاثہؓ پر تُلے
ہوئے ہیں۔ بلکہ اپنے پیشواؤں کو بھی ایک طرح سے جاہل اور نادان خیال
کرتے ہیں۔ سچ ہے ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی ✤ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اچھا صاحبان اگر اُن کی خلافت حق پر نہ تھی تو حضرت امام حسنؑ علیہ السلام
نے صلحنامہ میں بروقت صلح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت راشدہ
کے ایسے شرائط بائینطور کیوں تحریر کرلئے۔ کتاب جلاء العیون مترجم معتبر شیعہ
جلد اول صفحہ ۳۱۵ میں باین الفاظ وہ صلحنامہ مسطور ہے :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حسنؓ بن علیؑ بن ابی طالب نے معاویہؓ بن
ابوسفیان سے اس شرط پر صلح کی کہ درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم و سیرت خلفاء شایستہ و برحق پر عمل کرے اور شرط یہ ہے
کہ اپنے بعد کسی کو اس کام پر مقرر نہ کرے اور شام و عراق و حجاز و یمن اور
ہر جگہ کے لوگ اسکے شر و غدر سے بیخوف رہیں اور اصحاب علیؓ بن ابیطالب

اور اُن کے شیعہ اپنی جان و مال و زنان و اولاد سے بیخوف رہیں۔ پس معاویہؓ نے ان شرائط پر صلح کی کہ ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم آنحضرت کو پہونچائے الخ

پس اب شیعہ صاحبان فرمائیے کہ بقول حضرت علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام کے صاحب خلافت راشدہ حق پر تھے یا نہیں۔ اگر حق پر نہ تھے تو خلافت راشدہ کی طرح اپنی خلافت حقہ کی کیوں بنا کرتے۔ اور کیوں صلح نامہ میں اُنکی خلافت راشدہ کو بطور سند پیش معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحریر کراتے۔ جواب دیں۔ اور کتاب حملہ حیدری معتبر تاریخ شیعہ کی عبارت کو بھی ذرہ زیر نظر کرلیں :-

وھو ھذا

کہ جب حضرت عمر فاروق ایمان لائے تو صحابہ نے کہا کہ یا نبی اللہ ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم حرم محترم میں جاکر آشکارا نماز پڑھیں اور اطاعت آلہی بجماعت بجالاویں ؎

بسوئے حرم آشکارا روند   نماز جماعت بجا آورند

رسید این خبر چوں بعرض رسول   کہ خیر البشر یافت عز قبول

جب آنحضور علیہ السلام نے یہ عرض صحابہ کی قبول فرمائی تو زمین و آسمان و ستاروں نے نہایت درجہ کی خوشی منائی اور جبرئیل نازل ہوا اور کہا ؎

ہمی رفت جبریل بالائے سر   بفرق ہمایونش گسترده پر

ملائک چپ و راست معمور باش   شیاطین زہیبت شدہ پاش پاش

ز پہلو رواں حمزۂ نامدار   بہ پیشش علی صاحب ذوالفقار

اور آگے سب کے عمر تیغ بکمر بجماعت و افراد پیچھے اصحاب خجستہ انساب بصد گرد اور بیخوف و بیخطر آپس میں باتیں کرتے تھے۔ اور جبکہ مشرکین مکہ نے یہ مشاہدہ کیا تو نہایت کم حوصلگی سے در پردہ چشمک زنی کرنے لگے اور ایک نے حضرت عمر کو کہا کہ یہ کیا فتنہ تو نے کھڑا کردیا ہے ؎

نہ زاں کہ رفتی کہ باز آمدی   ولیکن رفتی و با شیاد آمدی

حضرت عمر نے یہ بات سخت سنکر اپنا اسلام پہلے ظاہر کیا۔ اور پھر بصد طیش

کہا۔ کہ اے نابکار مفوات اشعار اگر تم سے ایک نے بھی اسجگہ حرکت کی۔ یا کوئی بات بھی بیجا زبان پہ لائی۔ بجد ائے لایزال ایک کا بھی سر بدن پہ نہ ہوگا۔ اس کلمہ پر قریش کو تاب نہ رہی ؎

بنی گفت تکبیر چوں در حرم ؛ فتادند اصنام بر روئے ہم

نقل از کتاب حملہ حیدری مترجم ص۴۲ تا ۴۳ ۔

اب ناظرین با تمکین غیرہ شیعہ صاحبان سے دریافت کریں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے پر یہ نماز بجماعت و تکبیر بلند ہوئی یا نہیں اور سب کے آگے مقابلہ کفار مکہ کے ساتھ کرنے والے عمر فاروق رض تھے یا نہیں۔ اور اپنے ایمان کو علانیہ ظاہر کرنے والے تھے یا نہیں شیعہ صاحبان از رہ انصاف و ایمان سے اسکا جواب دیں۔

اب اور بھی سُن لو۔ صاحب کتاب اطواق الجمائیت شیعہ نے کس طرح پر فضائل شیخین رضی اللہ عنہما کے بیان کئے ہیں۔ راوی بخدمت امیر المومنین علی علیہ السلام بیان کرتا ہے کہ مینے ایک جماعت کو دیکھا۔ کہ وہ ابابکر صدیق و عمر کو بُرا کہتی ہے کہ آپنے فرمایا کہ وہ گروہ عبد اللہ بن سبا کا ہے اور مجھے مسجد میں لے گئے۔ اور منبر پر چڑھے اور داڑھی اپنی کو پکڑ کر روئے اور آنسو بہانا شروع کیا اور داڑھی آپکی سفید تھی اور کہتے کہ افسوس ان لوگوں پر کہ جو وزیر اور برادر اور رفیق رسولخدا کو بُرا کہتے ہیں حالانکہ وہ ابابکر و عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نوالہ و ہم خیال تھے اُنکی رائے کے مطابق کلام الٰہی نازل ہوتا تھا۔ اللہ تعالےٰ اُنپر رحم کرے۔ اور جو لوگ اُنکو بُرا کہتے ہیں اُنکا بروز قیامت کیا حال ہوگا الخ۔ فقط فافہم فلا تعجل۔

حق میں اصحاب نبی کے جو ملعون کرے سب و شتم | غوطہ دیں اوسکو ملک نار سقر میں ہر دم
چہرہ اسکا خوک کا ہو سخت ہو اسکو عذاب | دین و دنیا میں خدا اسکا کرے خانہ خراب
مدعا آخر نظام الدین کا ہو یہ ناظریں۔ | اُنکی مجلس میں نہ بیٹھو جو گروہ ہو ظالمیں

فضائل حضرت عثمان ذوالنورین خلیفہ سوم

(از کتب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شیعہ)

اصح الکتاب شیعہ فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ ص۱۵۱ ذکر غزوہ حدیبیہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں روایت ہے وحبس عثمان فی عسکر المشرکین وبائع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ المسلمین وَضَرَبَ باحدی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی بِعُثْمَانَ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ طُوْبٰی لِعُثْمَانَ قَدْ طَافَ بِالْبَیْتِ وَسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَاَحَلَّ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وَمَا کَانَ لِیَفْعَلَ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اَطُفْتَ بِالْبَیْتِ فَقَالَ مَا کُنْتُ لِاَطُوْفَ بِالْبَیْتِ وَرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لم یَطِیْفُ بہ الخ یعنے جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ کافروں کے لشکر میں قید کئے گئے اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں سے بیعت لی اور آپکی ذات نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر عثمان کے لئے مارا اور کہا مسلمانوں نے کیا خوش نصیب عثمان کا ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف بھی کریگا اور صفا و مروہ کے میان میں سعی بھی کریگا۔ اور احرام کو بھی بجا لائیگا۔ تو پھر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کہ بدوں میرے طواف وغیرہ کو بجالائے۔ اور جب عثمان ذوالنورین آئے تو آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے کعبہ کا طواف کیا۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ کعبہ کا طواف اس حالت میں کروں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم طواف کرنا نہ پالیں الخ۔

ناظرین! اس روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسقدر محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عثمان ذوالنورینؓ سے اور ذوالنورینؓ کی حضور علیہ السلام

سے اور کیا ہی پختہ بھروسہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی بیعت و اعتقاد کا ظاہر ہوتا ہے۔ آپکی ذات تو خود اُن کی طرف سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر اقرار بیعت کا لیتے ہیں اور اعتبار کرتے ہیں۔ اور وہ بدون رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف کعبہ نہیں ادا کرتے۔ اب شیعہ صاحبان فرمایئے کہ جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنر یہ بھروسہ تھا۔ تو پھر وہ کس طرح آپکے کہنے سے نعوذ باللہ منافق و کافر ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہ تھا کہ وہ ایسا ہو۔ اور مسلمانوں نے **طوبیٰ لعثمان** کا لفظ کیوں کہا۔ جواب دو۔

اور دیکھئے کہ صاحب کتاب حملہ حیدری اسکا ترجمہ کس عمدہ پیرایہ سے بیان کرتا ہے ؎

بپوسید عثمان زمین در زماں
بقصد رواں شد چو تیر از کماں

چو او رفت اصحاب روز دگر
بگفتند چندیں بہ خیر البشر

خوشا حال عثمان با احترام
کہ شد قسمتش حج بیت الحرام

رسول خدا چوں شنید ایں سخن
بپاسخ چنیں گفت با انجمن

بعثماں نداریم ما ایں گماں
کہ تنہا کند طوف آں آستاں

اور لکھتے ہیں کہ جب عثمان رضی اللہ تعالے عنہ مکہ میں پہونچے تو سفیان نے کہا کہ بیشک آپ طواف کر لیجئے۔ لیکن مدعی نبوت کو اجازت نہیں ؎

اگر میل داری طواف حرم
بکن بالحت نیست کس را بہ چشم

ولیکن محال است ایں بے گزاف
کہ آمد محمد برائے طواف

چو بشنید عثمان از و ایں سخن
چنیں داد پاسخ بآں اہرمن

کہ طوف حرم بے رسول خدا
نیارم کہ بر من بود ایں روا

شیعہ صاحبان ایسی اخلاص والی محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ساتھ رکھنے والوں کا کیا جواب آپکے ہاں ہے۔ تحریر کرو۔

اور علاوہ اسکے کتاب فروع کافی کے روضہ جلد سوم ص۱۴۶ کو بھی ذرہ غور سے ملاحظہ فرمالیجیے۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ اِخْتِلَافُ بَنِی الْعَبَّاسِ مِنَ الْمَحْتُوْمِ وَالنِّدَآءُ مِنَ الْمَحْتُوْمِ وَخُرُوْجُ الْقَائِمِ مِنَ الْمَحْتُوْمِ اَوَّلَ النَّہَارِ اَلَا اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ وَشِیْعَتَہٗ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ۔ وَقَالَ یُنَادِیْ مُنَادٍ اٰخِرَ النَّہَارِ اَلَا اِنَّ عُثْمَانَ وَشِیْعَتَہٗ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ۔ **ترجمہ** یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بنو عباس میں اختلاف ہونا یقینی ہے اور امام مہدی کا آنا بھی یقینی ہے اور آسمان سے آواز آنا بھی حق ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ آسمان سے آواز آنا کس طرح ہے فرمایا امام نے کہ بوقت سورج روشن ہونے کے آواز کرنے والا آواز کرتا ہے کہ بیشک علی اور اُسکا گروہ مُراد پانے والا ہے یعنی جنتی اور آخرون کے پکارنے والا پکارتا ہے کہ لاریب عثمان اور اُسکا گروہ مراد پانے والا ہے یعنے جنتی ہے الخ۔

پس اس عبارت سے صاف صاف بزبانی امام جعفر علیہ السلام ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور اُنکے تابعدار اور عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور اُن کے تابعدار سب کے سب بحکم رب لایزال جنتی ہیں اور وہ گروہ اہل سنت والجماعت حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تابعدار و غلام ہیں کیونکہ واؤ حرف عاطفہ برائے جمعیت مغائرت کے واقعہ ہوا کرتی ہے چنانچہ کہدیا جاتا ہے آیا میرے پاس زید اور عمرو۔ پس واؤ نے دونوں کو ملادیا۔ تو دونوں کا حکم ایک ہوا۔ اور جو علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نہ مانے وہ خارجی ٹھہرا۔ لہٰذا ہم لوگ نہ رافضی (شیعہ) ہیں نہ خارجی۔ ہم خدا کے فضل سے اہل سُنّت والجماعت دونوں صاحبوں کے غلام و تابعدار ہیں۔

اور یہ جو مولوی احمد علی صاحب شیعہ نے علاقہ فیروزپور متصل بستی کیلاس کے

میدان مناظرہ میں بمقابلہ مولوی محمدؐ مسعود فاضل اجل کے کہدیا تھا کہ حضرت
علی علیہ السلام کی نسبت من السماء کا کلمہ شاہد ہے اور عثمان کے لئے
نہیں سبحان اللہ! قربان جایئے ایسے مولویوں کی علمی لیاقت پر کہ بیچاروں کو
اتنی بھی خبر نہیں ہوتی کہ قال وینادی سنادٍ من آخر النہار کا عطف
وکیف النداء قال وینادی مناد من السماء اول النہار پر پڑتا ہے۔
اور علاوہ ان دلائل کے اور سنیئے۔

دیکھئے کتاب نہج البلاغت مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۲۵ میں بایں طور مسطور ہے
مَا اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْهَلُهٗ وَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی شَیْءٍ لَا تَعْرِفُهٗ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ
مَا سَبَقْنَاكَ اِلٰی شَیْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَیْءٍ فَنُبَلِّغَكَهٗ وَقَدْ رَاَیْتَ
كَمَا رَاَیْنَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
كَمَا صَحِبْنَا مَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ اَوْلٰی بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ
وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشِیْجَةَ رَحِمٍ
مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ یَنَالَا **ترجمہ** حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے بوقت کشمکش لوگوں کے حضرت عثمانؓ کو بطور نصیحت فرمایا
کہ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس بات کو آپ نہ جانتے ہوں۔ اور
نہ ہی آپ کو کوئی ایسی بات بتاتا ہوں جسکو آپ نہ پہچانتے ہوں بیشک
جو کچھ میں جانتا ہوں آپ بھی جانتے ہو جیسا ہمنے دیکھا ہے۔ ویسا ہی آپنے
دیکھا ہے۔ جیسا ہمنے سنا ویسا ہی آپ نے سنا اور آپ نے رسول
کی صحبت پائی جیسے ہمنے پائی اور ابوبکر اور عمر حق پر عمل کرنے سے آپ سے
حقدار زیادہ نہ تھے اور آپ بوجہ قرابت کے اُن سے قریب ہیں۔ اور آپنے
دامادی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پائی۔ انہوں نے نہیں پائی۔ الخ
اور کتاب نیرنگ فصاحت شیعہ صفحہ ۲۳۵ میں اس ذکر خیر کو بایں
مضمون تحریر کیا ہے۔ اے عثمان جو کہ ہم جانتے ہیں۔ وہی تو جانتا ہے۔ ہمنے

کسی چیز میں تجھ پر سبقت نہیں کی جس سے تجھے خبردار کریں۔ ہم تجھ سے کسی امر میں جُدا نہیں اس سے تجھ تک پہنچائیں۔ بیشک جو کچھ ہمنے دیکھا ہے وہی تونے دیکھا ہے۔ جو کچھ ہمنے سُنا ہے وہی تونے بھی سُنا ہے۔ جیسا ہمنے رسولؐ کی مصاحبت کی ویسی تونے بھی کی۔ ابن خطاب و ابن ابی قحافہ عمل حق میں تجھ سے اولےٰ و افضل نہیں۔ رسول اللہ از روئے وصلت خویشی بہ نسبت ان دونوں کے قریب تر ہے تو داماد ی پیغمبر کے اسجگہ پہ پہونچا ہوا ہے جس تک یہ دونوں نہیں پہونچے فقط۔

پس ناظرین و شیعہ صاحبان ذرہ انصاف و نظر غور سے فرماویں۔ کہ یہہ حضرت علے المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فرمان کہ اے عثمان جو کچھ ہمنے سُنا اور دیکھا اور پہچانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مصاحبت و مواانست کی وہی سب کچھ آپنے ادا اور حاصل کی۔ بلکہ وہ شرافت اور عزت اور قرابت آپکو ملی وہ ابابکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو نہیں ملی۔ اور یہہ آپکا بڑا شان ہے کہ آپکو دامادی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی۔ کیا یہ الفاظ نصیحت آمیز و محبت و خالص ایمانداری عثمان ذو النورین پر شاہد ہیں یا نہیں اگر یہ نہیں تو فرمایئے کہ وہ کونسے الفاظ و افعال ہیں جنسے یہ رتبہ کسی کو مطابق شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل ہو سکتا ہو۔ مؤرخین شیعہ لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لڑکیاں کے نکاح باینطور کر دیئے تھے کہ پہلے رقیہؓ کا نکاح کر دیا تھا جب وہ فوت ہو گئی تو آپنے اپنی دوسری دختر ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا۔ چنانچہ کتاب جنّات خلود و قران السعدین و کتاب معتبر شیعہ حیات القلوب جلد دوم صـ۱۹ک سطر۱۴ مطبوعہ نولکشور باینطور لکھا ہے:۔

کہ دختر رسولخدا دوم رقیہ بود و در حبالہ عثمان در آمد و ازو پسرے متولد شد و عبداللہ نام او بود و آمد

وور کو دکی مرد۔ ورقیہ در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد۔ سوم ام کلثوم و او را نیز بعثمان بعد از رقیہ تزویج نمود۔ وگویند کہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد الخ اور صفحہ ۲۷ سطر ۱۹ پر تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ پس اگر دختر بعثمان دادہ باشد بنابر آنکہ در ظاہر داخل مسلمانان بودہ است دلالت نے کند بر آنکہ در باطن کافر نبودہ است و تالیف قلب ایشاں و دختر خواستن از ایشاں دختر دادن بایشاں و تزویج دین اسلام و علائے کلمہ حق مدخلیت عظیم داشت الخ

ناظرین آپ شیعہ صاحبان سے دریافت کریں کہ اگر بقول تمہارے نعوذ باللہ ایماندار نہ تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو داماد کیوں بنایا در آنحالیکہ یہ رشتہ کفار مشرکین سے بحکم لا تنکحوا المشرکات نہ ہو سکتا تھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام ان کو اس صفت اور عظمت و پیوندی و انعام کا یہ مخزن اپنے جی میں سمجھکر کیوں عثمان ذو النورین کو جتلاتے۔ اور یہ میٹھے میٹھے الفاظ ظاہر فرماتے۔ اور علاوہ اسکے حضرت ابا بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالے عنہم کے پیچھے کیوں نمازیں باجماعت ان کی خلافت راشدہ وغیرہ میں ادا کرتے رہے۔ جبکہ بقول تمہارے شیعان کے نعوذ باللہ مسلمان نہ تھے کافر اور منافق تھے۔ حالانکہ منافق و کافر و فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا بدون امام معصوم کے مذہب شیعہ میں درست نہیں۔ ذرہ سوچ سمجھکر اسکا جواب دیں۔ اور باقی فضائل اصحاب ثلثہ رضوان اللہ علیہم کے کسی دوسری جزو کتب شیعہ سے تحریر کرینگے۔

لیکن اب ہم جو ہمارے آئمہ دین و تمام مسلمانوں کا قرآن مجید موجودہ و تسلیم کردہ و جمع شدہ حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے اس سے چند آیات بینات برائے تسکین خاطر ناظرین و برادران مسلمین کے تحریر کی جاتی ہیں:۔

آیت نمبر اول سیپارہ ۴ سورہ آل عمران قال اللہ تعالی کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ

اُن کے دلوں میں تھا۔ پس اُتارا اللہ نے سکینہ اُن پر الخ پس اس آیت کریمہ
سے اللہ تعالےٰ نے اپنی رضامندی سے مدینہ میں درخت کے نیچے بیعت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنے والوں پر اظہار فرمائی ہے اور بالاتفاق شیعہ و سنی
کے خلفاء الراشدین اصحاب ثلاثہ اُن میں موجود تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کی طرف سے خود حضور علیہ السلام نے ہاتھ پر ہاتھ مبارک اپنا رکھکر فرمایا
کہ یہ ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جس کا ذکر فروع کافی جلد سوم
روضہ ص۱۵۱ سے لکھا جا چکا ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنہوں نے
یہ بیعت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کی تھی وہ سب کے سب جنتی ہو چکے ہیں۔
اُنکو اللہ تعالیٰ نے سارٹیفکٹ عطا کر دیا ہے۔ اب کسی کے کہنے سے وہ جہنمی نہیں
ہو سکتے بلکہ جو اس امر سے انکار کریگا وہ خود کافر ہو گا الخ۔

آیت ۶ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ سورۂ توبہ

اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جو لوگ مہاجرین اوّلون و انصار
تھے اور جو اُن کے تابعین تھے وہ سب کے سب جنتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُنسے راضی
ہوا وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہو گئے۔

آیت ۷ سورہ فتح لقولہ تعالےٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ
عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ الخ

ترجمہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ کہ ساتھ اُسکے ہیں سخت ہیں

اوپر کفار کے۔ رحمدل ہیں درمیان اپنے۔ دیکھتا ہے تو انکو رکوع کرنیوالے سجدہ کرنے والے۔ چاہتے ہیں فضل اللہ کا اور رضامندی اُسکی اور نشانی انکی مُنہ اُن کے میں ہے اثر سجدہ کے سے یہ صفت اُن کی بیچ توراۃ اور بیچ انجیل کے ہے جیسے کھیتی نکالتی ہے سُوئے اپنے پس قوی کرے اسکو پس موٹے ہو جاویں پس کھڑے ہو جاویں اوپر جڑھ اپنی کے خوش لگتی ہے کھیتی کرنے والوں کو تو کہ غصے میں لاوے اللہ بسبب مسلمانوں کے کافروں کو الخ۔

پس ناظرین و شیعہ صاحبان غور اور باریک بینی سے اس آیہ کریمہ کے مصداق کون کونسے اشخاص نظر آتے ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کون لوگ تھے۔ اور آپس میں محبت اور مِل جُل کر خشوع اور خضوع سے نمازیں پڑھنے والے کون تھے۔ اور کفار پر مسلط اور غالب کون تھے اور کھیتی کے درختوں کی مثال کن لوگوں کے حق میں خداوند عالم توراۃ و انجیل میں فرما کر اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو خوش کیا ہے اور مُلک روم و ایران کو کن اشخاص نے فتح کیا۔ اور کن لوگوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ کیا وہ تین چار شخص تھے جو بعد از خلفاء ثلاثہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے۔ یا کہ حضرت علی اور حضرت ابابکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی اُن کے مصداق تھے۔ جواب دیں۔

آیت ۵ سورہ انفال پارہ ۱۰ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے کہ جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے سچے

واسطے اُن کے بخشش ہے اور رزق ہے با کرامت الخ

اس آیت کریمہ میں مہاجرین اور انصار مجاہدین کی بڑی بھاری صفت بیان کی اور وعدہ انعام و اکرام جنت کا فرمایا۔ کیا شیعہ صاحبان فرمائیں۔ کہ کیا اصحاب ثلاثہ مہاجر و مجاہد نہ تھے۔ کیا اُنہوں نے سب سے اول ہجرت میں قدم نہیں رکھا تھا۔ کیا وہ اس آیت کریمہ کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ جواب دیں۔ فقط۔

آیت ۵۵ سورہ نور لقولہ تعالےٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

ترجمہ وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور کئے اُنہوں نے کام اچھے کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا اُن کو زمین میں جیسے خلیفہ بنایا تھا اُن لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے اور قرار پذیر کر دیگا اُن کے دین کو جو خدا نے اُن کے لئے پسند کیا۔ اور ضرور بدل دیگا اُن کے خوف کو امن سے الخ

نتیجہ اس آیت کریمہ کے بھی مصداق اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم بنتے ہیں کیونکہ منکم ضمیر مخاطب کی جو حاضر کے لئے بولی جایا کرتی ہے۔ موجود ہے اور تمکین اور غلبہ دین نے بھی انہیں کی خلافت میں حاصل کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تو فتنہ و فساد ہی رہا۔ جو اظہر من الشمس ہے اور خود شیعہ صاحبان فرمائیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت میں کون کونسا ملک فتح ہوا لیکن یہاں تو اسلام کی ہی تمکین اور امن سے لوگ رہے جواب دیں فقط۔

بیان فضائل حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ واُم حبیبہ وحضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم از کتب شیعہ

مؤلف کتاب فصل الخطاب وگنجینہ مطاعن وغیرہ شیعہ صاحبان ہمیشہ سے حضرت مائی عائشہ وحضرت معاویہ وغیرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم پر اعتراض بیہودہ وناحق کیا کرتے ہیں اور طرح طرح کے الفاظ اُن کے شان اعلےٰ پر کر کے انکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھکر اپنے دل کا ارمان نکلتے ہیں۔ اسلئے ہم اُنہیں کی کتابوں سے اُن کا ایمان وارسھنا بحوالہ صفحہ سطر ونام کتاب تحریر کرتے ہیں تاکہ اُن کو تسلی ہوجائے۔ وھو ہذا:۔

کتاب فروع کافی رہ صفحہ ۸۸۹ سطر ۲۶ میں بایں الفاظ روایت ابوبصیر کے مسطور ہے۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت کریمہ کے معنے کیا ہیں وہو ہذا اِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

ترجمہ اور اگر دو گروہ ایمان والوں سے آپس میں لڑیں تو اُن دونوں کے درمیان صلح کرادو۔ پھر اگر ایک دوسرے پر سرکشی کرے تو جو سرکشی کرے اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ تو اِن دونوں کے درمیان میں انصاف کے ساتھ صلح کرادو۔ انصاف کرو اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سوا اسکے نہیں مومن آپس میں بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے الخ

پس امام صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا۔ اِنَّمَا جَاءَ تَاوِيْلُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ

یوم البصرۃ وھم اھل ھذہ الآیۃ وھم الذین بغوا علی امیر المومنین علیہ السلام فکان الواجب علیہ قتالھم وقتلھم حتی یفیئوا الی امر اللہ ولو لم یفیئوا کان الواجب علیہ فیما انزل اللہ الا یرفع السیف عنھم حتی یفیئوا ویرجعوا عن رأیھم لانھم بایعوا طائعین غیر کارھین وھی الفئۃ الباغیۃ کما قال اللہ عزوجل الخ

اس آیت کریمہ کے مصداق بصرہ یعنے جنگ جمل کے لوگ تھے۔ کیونکہ یہ آیت اُنہوں کے لئے مصداق ہے اُنہوں نے بغاوت امیر المؤمنین پر کی تھی لہٰذا اُنپر واجب تھا کہ ان سے لڑیں اور اُن کو قتل کریں یہاں تک کہ وہ حکم خداوند کریم کی طرف رجوع کریں اور اگر اہل جمل اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہ کریں تو جناب امیر علیہ السلام پر واجب تھا کہ ان سے نہ اٹھاوے تلوار یہاں تک کہ وہ اپنی رائے سے رجوع کرتے کیونکہ اُنہوں نے رضا و رغبت سے بغیر جبر کے بیعت کی تھی اور یہ لوگ گروہ باغی تھے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا الخ

پس اس فیصلہ حضرت امام جعفر علیہ السلام کے سے صاف صاف ثابت ہوا۔ کہ حضرت طلحہ و زبیر و مائی عائشہ صدیقہ وغیرہ تمام اصحاب جمل رضی اللہ عنہم مومن کامل تھے۔ اور آیت طائفتان من المؤمنین کے مصداق تھے اور اُنہوں نے رضا و رغبت حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعت کر لی تھی ورنہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی اپنی تلوار لڑائی سے نہ روکتے اور صلح نہ کرتے اور کتاب نہج البلاغت مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ میں حضرت علی علیہ السلام سے بایں الفاظ خط مسطور ہے وھو ہذا۔

ومن کلام لہ علیہ السلام کتبہ الی اھل الامصار یقتص فیہ ماجری بینہ وبین اھل صفین وکان بدء امرنا انا التقینا والقوم من اھل الشام والظاھر ان ربنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ لا نستزیدھم فی الایمان باللہ والتصدیق برسولہ

وَلَا یَسْتَزِیْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِیْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ الخ

ترجمہ یہ فرمان حضرت علی علیہ السلام کا جو کہ تمام شہروں میں گشت کرایا گیا ہے جس میں آپ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے جو آپکے اور اہل صفین کے مابین درپیش ہوا لکھتے ہیں) تمہارے اس ماجرا کی ابتدا یوں ہوئی کہ ہم میں اور اہل شام میں مقابلہ ہوا اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور اُن کا خدا ایک ہے اور ہمارا اور اُن کا نبی ایک ہے۔ اور ہماری اور اُن کی دعوت اسلام ایک ہے ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اُسکے رسول کی تصدیق کرتے ہیں نہ ہم اُن سے زیادہ نہ وہ ہم سے زیادہ۔ پس معاملہ واحد ہے سوا اسکے کہ ہم اور ان میں خون عثمانؓ کی بابت اختلاف ہوا۔ اور ہم اس خون سے بری تھے الخ

اور دیکھو کتاب نیرنگ فصاحت مذہب شیعہ ص۴۶

پس اس مضمون حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے صاف صاف معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُسکے تمام لشکر جو میدان صفین میں تھے وہ سب کے سب کامل ایمان دار تھے ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انکو اپنے برابر ایماندار ہونا مخلوقات کے مابین ظاہر نہ فرماتے۔ اور اُن کی تعریف ایمان تحریر نہ کرتے۔ اور اُن کے ساتھ کبھی سلوک اور صلح نہ کرتے الخ ہاں اگر شیعہ صاحبان کہیں کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے کوئی صلح نعوذ باللہ معاویہ سے نہیں کی۔ تو پھر بقول شیعہ میں کہتا ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ نے قرآن مجید کے حکم کی نافرمانی کی ہوگی۔ کیونکہ خداوند کا حکم ہے کہ باغی کے ساتھ یہاں تک لڑائی کرو کہ وہ حق کی طرف رجوع کرے۔ آپ شیعہ صاحبان فرمائیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہانتک لڑائی کی ہے یا نہیں جواب دیں۔

اور یہ جو گوشہ نشین شیعہ نے لکھا ہے کہ اُم حبیبہ زوجہ رسول خدا ظاہر باہر کافرہ تھی۔ ذرہ اسکا بھی جواب بگوش ہوش سن لیجئے:۔

کتاب حیات القلوب شیعہ جلد ۲ صفحہ ۵۳۰ مطبوعہ نولکشور میں باینطور مسطور ہے کہ ابوسفیان نے جبکہ حضور علیہ السلام سے امن طلب کیا آپ نے انکار کیا اور فرمایا تو مکار ہے پھر وہ حضرت ابابکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے پاس گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جب تجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دربار سے رد کر دیا ہے تو ہم کس طرح تجھے امن دے سکتے ہیں اور پھر وہ بخانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی دختر ام حبیبہ کے پاس بڑی اُمید سے گیا تو اُسنے بھی صاف انکار کر دیا۔ اور بڑے غصے سے اپنے باپ سفیان کو بستر رسول علیہ السلام سے مشرک و پلید کہکر ہٹا دیا اور نکال دیا۔ پس بنزدیک ام حبیبہ دختر خود رفت کہ در خانہ حضرت رسول بود و خواست کہ برروئے فرش بنشیند۔ ام حبیبہ فرش را برچید و نگذاشت کہ او برروئے فرش بنشیند۔ ابوسفیان گفت کہ اے دختر ایں فرش را از من مضائقہ میکنی کہ برروئے آں بنشینم گفت بلے ایں فرشے است کہ حضرت رسول برآں بنشستہ است ہرگز نخواہم گذاشت کہ تو برروئے آں بنشینی و حالانکہ تو مشرک و نجسی پس سفیان بروں آمد الخ

پس اس عبارت معتبر شیعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت ام حبیبہ زوجہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خود پاک اور مسلمان تھی ورنہ اپنے باپ کو کبھی ان الفاظ شدید سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرش پر بیٹھنے سے نہ روکتی اور خود بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ نہ بنتی۔ اور قرآن مجید میں الطّیّبات للطّیّبین شاہد ہے۔ لہذا امّی عائشہ صدیقہ و حضرت ام حبیبہ و حفصہ وغیرہ بیبیاں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک اور صاف اور مسلمان اور تمام مسلمانوں کی مائیں تھیں جیسے قرآن شاہد ہے اُمّہات المؤمنین الخ

پس اب شیعہ صاحبان فرمائیں کہ اگر وہ مسلمان اور طیبات میں نہ تھی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو کس قانون سے اپنے تا نہیں بعقد

نکاح سکتا تھا۔ جبکہ آیت لا تنکحوا المشرکات شاہد تھی۔ جواب سوچ سمجھ کر دیں اور پہلی شریعتوں کی مت دلیل تحریر کریں ورنہ یاد رکھیں کہ شیعہ صاحبان کو بھی اپنی اپنی محرمات سے پہلے طریق پر نکاح کرنا پڑیگا۔ جو اس شریعت میں حرام ہے۔ فقط۔

بیان فیصلہ فدک

شیعہ صاحبان ذرہ مہربانی فرما کر پہلے اپنی کتابوں کو غور سے مطالعہ کریں کہ کیا انبیاء علیہم السلام یہ مال دنیا درہم و دینار کچھ اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جاتے ہیں یا نہیں۔ اگر چھوڑ جاتے ہیں تو ثبوت دیں پھر اعتراض حضرت ابابکر صدیق وغیرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کریں اور اسکا جواب لیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا کے بندے نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ دنیا کے مال کو عزیز سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کا یہ ورثہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کتاب اصول کافی معتبر شیعہ ص۳۲ میں بالفاظ حدیث امام جعفر علیہ السلام سے مسطور ہے:۔

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ حَدِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْئٍ مِنْھَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَافِرًا الخ

ترجمہ بیشک انبیاء میراث نہیں چھوڑتے درہم و دینار (یعنی انبیاء ایک دوسرے سے یہ وراثت حاصل نہیں کرتے) بجز اسکے کہ چند سخن چھوڑتے ہیں پس جس نے ان سخنوں کو اخذ کر لیا پس اسنے نصیب یعنی حصے کامل کو اخذ کیا۔

اور صاحب صافی شرح اصول کافی اس حدیث کے تحت میں یوں لکھا ہے از انبیاء ہر چہ باقی ماندہ اگرچہ ترکہ است لیکن درساں حکم ترکہ نیست۔

اور کتاب فروع کافی روضہ ص۱۲۵ میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے بالفاظ مسطور ہے کہ ہمارا ورثہ عفو اور صبر و شکر ہے جو کہ آل یعقوب و آل داؤد و آل

CS CamScanner

ایوب سے ملا ہے۔ کیونکہ یہ اُن کا ورثہ تھا۔ راوی کہتا ہے سمعت الرضاء علیہ السلام بخراسان وھو یقول انا اھل بیت ورثنا العفو من آل یعقوب وورثنا الشکر من آل داؤد وزعم انہ کان کلمۃ ونسیھا محمد فقلت لہ لعلہ قال ورثنا الصبر من آل ایوب الخ پس ان عبارات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا ورثہ بدون صبر و شکر و عفو و علم کے اور کچھ نہیں ہوا کرتا اور جو الٹا یہ ترکہ تھا اہلبیت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پورے طور پر حاصل کر لیا ہے۔ اور اگر شیعہ صاحبان کہیں کہ یہ بات غلط ہے اُن کا ورثہ مال دُنیا تھا اور ایک دوسرے سے دُنیا حاصل کرتے چلے آئے ہیں تو پھر میں کہتا ہوں کہ مہربانی فرما کر وہ ایک آیت قرآنی تو تحریر کریں جس میں لکھا ہوا ہو کہ حضور علیہ السلام نے اتنا کچھ مال دنیا کا اگلے پیغمبروں سے حاصل کیا پھر ہم انشاء اللہ تمہاری کتابوں سے مفصل جواب اس امر کا تحریر کرینگے۔ لیکن لیجئے اب ہم کچھ باغ فدک کی نسبت بھی آپکی کتابوں سے آپکی بناوٹی باتوں کا جواب تحریر کر دیتے ہیں۔ دیکھو کتاب نہج الکرامہ شیعہ شیخ ابن مطہر علی لکھتا ہے لما وعظت فاطمۃ ابابکر فی فدک کتب لھا کتابا وردھا علیھا الخ یعنے ہر گاہ کہ نصیحت کی حضرت فاطمہ سیدۃ النساء نے حضرت ابوبکر صدیق کو مقدمہ فدک میں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھکر واپس بی بی صاحبہ کو دیدیا۔ اور ایسا ہی کتاب مجالس المؤمنین مجلس اول و کتاب معتبر شیعہ اصول کافی ص ۳۵۵ میں نیز بایں طور تحریر ہے کہ حضرت خاتون نے جب طلب فدک کا دعویٰ پیش کیا۔ کہ مجھے میرے باپ نے دیدیا ہوا ہے۔ لہذا وہ مجھے ملنا چاہیئے۔ خلیفہ اول نے اس بات پر گواہ طلب کئے مائی صاحبہ نے اُم ایمن اور حضرت علی علیہ السلام کو پیش کیا۔ تو حضرت ابابکر صدیق رض نے گواہی لیکر وہ فدک تحریر فرما کر واپس کر دیا۔ وھو ہذا۔

فلما ولی ابوبکر اخرج عنھا وکلاءھا فاتتہ فسالتہ ان یردھا

علیہا فقال لہا ائتینی باسود او احمر یشہد لک بذلک فجاءت بامیر المومنین علیہ السلام وام ایمن فشہدوا لہا فکتب لہا بترک التعرض الخ

اور علاوہ اسکے ناظرین ورہ شیعہ صاحبان سے دریافت کریں۔ کہ جب تمہارے مذہب میں عورتوں کو وراثت حاصل کرنے کا حق نہیں تو پھر خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کیوں بقول تمہارے خلیفہ وقت حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ترکہ متروکہ طلب کیا۔ دیکھو من لا یحضرہ الفقیہ باب نوادر الوصایا فالارض والعقار فلا میراث لہن یعنی عورتوں کا زمین و اسباب وغیرہ میں کچھ حق نہیں ہے الخ۔

پس ناظرین کو یاد رہے کہ یہ جو کچھ شیعہ صاحبان نے مؤرخ لکھتے ہیں محض افترا وکذب ہی ہے۔ نہ تو مائی صاحبہؓ نے دنیا کے مال کا لالچ کیا اور نہ اسقدر خلیفہ اول پر ناراض ہوئیں۔ ہاں صرف اصل بات یہ ہے کہ یہ باغ فدک جو بلا جہاد و قتال کے خیبر سے حضور علیہ السلام کو ملا تھا۔ اس باغ کو حضور علیہ السلام اپنی زندگانی میں اسکی آمدنی کو اپنے اہل وعیال و اقربا میں صرف کردیا کرتے تھے۔ جبکہ خلیفہ اول ابابکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اُن کو طلب فرماکر اُسکے بارہ میں اُسکا اور اُسکے تصرف کا حال دریافت کیا۔ آپنے فرمایا کہ مال انبیاء صدقہ کا حکم رکھتا ہے مائی صاحبہ کو کچھ قدرے ملال ہوا۔ تو حضرت ابابکر صدیق نے ہمراہ علی علیہ السلام دوبا بمعہ دولت پر جاکر سیدۃ النساءؓ کو راضی کرلیا اور وہ راضی ہوگئیں چنانچہ کتاب حجاج السالکین معتبر شیعہ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تمام زندگی میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہی اسکو صرف کرتے رہے۔ اور طریق رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدنظر رکھا۔

چنانچہ کتاب حق الیقین قلمی ص۵۵ میں لکھا ہے کہ حضرت ابابکر نے قدم بقدم طریق امیر المومنین و حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کیا۔ ۔۔ اسکی دلیل صاحب حق الیقین شیعہ بیان کرتا ہے:۔ جواب گوئیم کہ زمان ابوبکر متصل بود بزمان

حضرت رسول و بسیرۃ او عمل کرد و کسے براو اعتراض نتوانست کرد الخ اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ پر لکھا ہے۔ ابوبکر و نفوس اہل آن عصر منزلت عظیمے داشت و سماجت وبود ہمہ داشت الخ عرضیکہ یہ باغ فدک بعد خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک اہل و عیال رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم و عزبا و فقراء میں صرف ہوتا رہا۔ بعد ازاں اُن صحابہ کرام کی اسمیں خرابی پڑی۔ فقط

شیعہ صاحبان کو لازم ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بُرا نہ کہیں

بیان
شیعان پاک سے حضرت امیر معاویہ کا بہتر ہونا

شیعہ صاحبان کو لازم ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بُرا نہ کہیں کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُنکو بہ نسبت شیعیان کے بہتر اور اچھا سمجھا ہے۔ چنانچہ کتاب جلاء العیون مترجم صفحہ ۳۳۳ جلد اول میں بایں طور روایت مسطور ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ پر مدائن میں خنجر مارا گیا تو زید بن وہب جہنی امام حسنؓ کی خدمت میں آیا۔ اُسوقت حضرت کو درد والم تھا زید نے کہا یا ابن رسول اللہؐ کیا مصلحت ہے بتحقیق لوگ اس کام میں متحیر ہیں حضرت نے فرمایا قسم بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے لوگ دعوی کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور میرا ارادہ قتل کا کیا۔ میرا مال لوٹ لیا۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے میں عہد لوں اور اپنا خون حفظ کروں اور اپنے اہل و عیال و عزیز اقارب ضائع ہو جائیں قسم بخدا اگر میں معاویہؓ سے جنگ کروں پھر بھی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے معاویہ کو دیدینگے۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے

صلح کروں اور عزیز رہوں اس سے بہتر ہے کہ اُسکے ہاتھ میں آجاؤں اور وہ مجھے بذات خود خوار و قتل کرے یا مجھ پر احسان کر کے مجھے چھوڑ دے الخ - اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۶ میں نیز بایں طور روایت تحریر ہے کہ بعد صلح کے امام حسین روتے ہوئے امام حسن کے پاس گئے اور ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے۔ لوگوں نے سبب دریافت کیا فرمایا میں اپنے امام کے پاس گیا اور سوال کیا کہ معاویہ کو خلافت دینے کا کیا باعث ہوا - فرمایا جو باعث تمہارے پدر کو ہوا پس میں راضی و خوشنود ہو کر باہر چلا آیا الخ پس ان ہر دو روایت شیعہ سے ثابت ہوا کہ شیعہ لوگوں سے میل اور محبت کرنا نہایت بُرا ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے بزرگان کو قتل کرنے سے نہیں ٹلتے - اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بُرا کہنا یا اُنکو بُرا سمجھنا نہایت بُرا ہے۔ کیونکہ اُن کی خلافت پر امامان دین راضی ہو گئے تھے اور اُنکو اپنا امیر مان لیا تھا اسلئے اُنکو گالی دینا حرام ٹھہرا - اور کتاب زبدۃ المصائب شیعہ صفحہ ۲۶ میں تحریر ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اپنے بیٹے یزید عنید کو بوقت مرگ نصیحت کی کہ حسین علیہ السلام ابن رسول اللہ ہے اسکی تعظیم و عزت کریں وہو ہذا اَمَّا الْحُسَیْنُ فَقَدْ عَرَفْتَ حَظَّهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مِنْ لَحْمِ رَسُولِ اللّٰهِ وَدَمِهٖ (اے میرے بیٹے یزید) تو جانتا ہے کہ کسی قرابت سے اُنکو رسولخدا سے (اور گوشت اور خون اُنکا گوشت اور خون خدا ہے) اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ ضرور اہل عراق اپنے ہاں اُنکو بلائینگے اور پھر ضائع کرینگے اُنکو اور بد عہدی کرینگے اُنسے پس اگر تو پاتا اُنکو تو اُنکی قدر و منزلت کرنا اور حق رسولخدا کو ضائع و برباد نہ کرنا - اور خبردار جو تو نے کسی طرح کی اُنکے ساتھ بُرائی کی یا کوئی تیری جانب سے امر درپیش آیا الخ افسوس ہے کہ یزید نے معاویہ کی نصیحت پر عمل نہ کیا الخ

اب شیعہ صاحبان انصاف سے فرمائیں کہ جب بقول تمہارے بھی حضرت معاویہ رضؓ ہر طرح سے بزرگ سمجھے جاتے ہیں تو پھر کیا باعث کہ تم لوگ اُنکو بُرا مانتے ہو - ورنہ مہربانی فرما کر کلام امیر علیہ السلام جو نہج البلاغت و فروع کافی سے قبل ازیں اُنکے ایماندار کامل ہونے پر تحریر ہو چکی ہے جواب دیں فقط -

بیان ثبوت شیعیان کا اہلبیت کو قتل کرنا اور اُنکا حاکم بنانا از کتب شیعہ

کتاب شیعہ جلاء العیون مجتہد مجلسی صفحہ ۳۴۳ میں بایں الفاظ عبارت تحریر ہے کہ معاویہ فوت ہو گیا تو

اہل کوفہ نے آپس میں مشورہ کیا اور ایک شخص مسمی سلیمان بن صرد خزاعی نے بطور مشورہ کہا کہ تم لوگ شیعہ ہو۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سلوک اور خیر خواہی اور اچھا برتاؤ کرنا ایسا نہ ہو کہ انکو کسی قسم کی تکلیف ہو۔ اس صورت پر بیشک انکو عریضہ بھیجکر اپنے ہاں طلب کرو شیعہ صاحبان نے پھر لکھے جواب میں یہ الفاظ کہے اور تحریر پر گئے وہو ہذا۔ شیعوں نے کہا جب حضرت اس شہر کو اپنے نور قدوم سے منور کرینگے ہم سب بقدم اخلاص انکی خدمت میں حاضر ہونگے اور بیعت کرینگے اور انکی نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کرینگے۔ پھر ایک عریضہ بخدمت آنحضرت اس مضمون کا لکھا:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بنام سلیمان بن صرد و مسیب بن حمید و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر اور جمیع شیعان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام سے آپ پر سلام خدا ہو اور ہم اس نعمتہائے کاملہ پر خدائے برحق کی حمد کرتے ہیں اور ہم شکر خدا کا کرتے ہیں کہ اسنے آپکے دشمن جبار و معاند کو کہ بغیر رضامندی امت اُنپر حاکم ہوا تھا ہلاک کیا اور وہ بجور و عدو الٰہی امت پر حاکم ہوا اور انکے اموال میں بناحق تصرف کیا اور نیکان امت کو قتل کیا۔ اور بدکاروں کو نیکوں پر مسلط کیا اور اموال خدا کو مالداروں و جباروں پر تقسیم کیا خدا اسے لعنت کرے جسطرح قوم ثمود پر لعنت کی اور واضح ہو کہ اسوقت ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں پس آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمائیے کہ ہم سب آپکے مطیع ہیں شاید حق تعالیٰ حق کو آپکی برکت سے ظاہر کرے نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت ذلیل و خوار دارالامارہ میں بیٹھا ہے اور ہم جمعہ اور عید کی وہاں نماز پڑھتے ہیں ہم اسکو نہیں چاہتے۔ جب آپکی تشریف آوری ہمکو ملیگی ہم اُسے کوفہ سے نکالدینگے فقط والسلام۔ اور صاحب جلاء العیون شیعہ لکھتا ہے کہ جب امام صاحب کو متواتر کوفہ کی طرف سے خطوط شیعیان کے پہونچے تو آپنے انکو خط بھی لکھا اور آپنے بھائی مسلم بن عقیل کو بھی روانہ کر دیا۔ اور جب امام مسلم وہاں پہونچے تو فوج فوج لوگ آتے اور بیعت کرتے یہانتک کہ اٹھارہ ہزار آدمی بدست مبارک مسلم امام حسین علیہ السلام کے بیعت ہو گیا۔

اور جب امام مسلم علیہ السلام کو یقین ہوا تو آپنے اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے نام باین مضمون خط لکھا:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ آپ بہت جلد اپنے شیعوں تک پہونچ جائیے

یہ لوگ آپکی نصرت کیلئے تیار رہیں اور جب یزید عنید کو اس بات کی خبر ہوئی اور اُسنے حکم ابن زیاد وغیرہ کے نام پر جاری کر دیئے اور کشمکش شروع ہوئی تو سب کے سب شیعہ امام مسلم و حسین رضی اللہ عنہم کی بیعت سے انکار کر کے فرار ہو گئے امام مسلم و فرزندان امام مسلم کو بھی شہید کر ڈالا اور جب امام حسین علیہ السلام بھی تشریف لائے تو انکو بھی انہی شیعان نے مع دوستان و فرزندان حسین علیہ السلام کے شہید کر ڈالا دیکھو اخبار ماتم و خلاصۃ المصائب صلا۲۱۔ وہو ہذا۔ کوئی ان اشقیا میں نہ شامی تھا نہ حجازی بلکہ سب اہل کوفہ تھے اکثر وہی بھیجا تھے جنہوں نے نامہائے پُر دغا جناب امام حسین کو لکھے تھے کہ یا حضرت جلدی آئیے کہ فوج کثیر آپکی مدد کو موجود ہے الخ اور صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے کہ امام صاحب نے اپنے یاروں کو فرمایا خَذَلَتْنَا شِیْعَتُنَا فمن حب منکم الانصراف فَلْیَنْصَرِفْ فِی غَیْرِ حَرَجٍ لَیْسَ عَلَیْہِ۔ اور کتاب جلاء العیون جلد اول ترجمہ صفحہ ۳۲۶ میں یوں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین کو بھی یہ لوگ کوفی طرح طرح فریب دیا کرتے تھے آخر الامر انکو بھی شہید کر ڈالا اور اوسکے فرزند امام حسین علیہ السلام پر بھی انہوں نے بڑی بڑی ظلم کئے۔ چنانچہ صاحب جلاء العیون شیعہ ملا محمد باقر مجلسی بایں الفاظ یہ عبارت صفحہ مذکور پر تحریر کرتا ہے۔ وہو ہذا۔ امام حسن سے بیعت کی اور بعد بیعت کرنیکے اُنسے غدر و مکر کیا اور چاہا اُنہیں دشمن کو دیدیں اہل عراق سامنے آئے اور خنجر اُنکے پہلو پر لگایا اور خیمہ اُنکا لوٹ لیا یہانتک کہ اُنکی کنیزکی پاؤں سے خلخال تک اُتار لی اور اُنکو مضطرب و پریشان کیا تاکہ آخر اُنہوں نے معاویہ سے صلح کر لی اور اپنی اور اہلبیت کے خون کی حفاظت کی اور اُنکے اہلبیت بہت کم تھے پس بیس ہزار مردم عراقی نے امام حسین علیہ السلام سے بیعت کی اور جنہوں نے بیعت کی تھی خود اُنہوں نے شمشیر امام حسین علیہ السلام پر کھینچی اور ہنوز بیعت امام حسین علیہ السلام اُنکی گردنوں میں تھی کہ امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا اور بعد اُنکے ہمیشہ اہلبیت پر ستم کئے ہمکو ذلیل کیا اور ہمارے حق سے ہمکو دور اور اموال سے محروم کیا۔ ہمارے مارنے میں کوشش کی اور خائف و ترساں رکھا ہم اپنے خون اور اپنے دوستوں کے خون پر امین نہ تھے اور جھوٹوں اور منکروں نے ہمکو محل دروغ و انکار قرار دیا ہم پر دروغ و افترا باندھتے ہیں اپنے قاضیوں اور والیوں اور حاکموں اور ہر شہر و دیار والوں سے تقرب حاصل کیا اور ہماری ضرر رسانی کے لئے حدیثیں وضع کیں اور جھوٹ باتیں ہم پر باندھیں جو ہمنے نہ کی تھیں الخ۔ اور کتاب نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغت

ص۱۷ میں تحریر ہے وہو ہذا :- اصحاب امیر المؤمنین میں سے ایک کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ پہلے تو آپنے جنگ صفین میں ہمیں حکم مقرر کرنے سے منع کیا پھر آخر میں اسی کا حکم دیا ہم نہیں جانتے کہ اس امرو نہی میں کونسی تمنے باعث ثواب ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور تاسف سے فرمایا یہ جزا اُس شخص کی ہے جو عقد کو توڑ ڈالے الخ اور ص۳۳ پر اسی قصہ کو بایں الفاظ ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے غصہ میں آکر اسکو کہا کہ یہ اُس شخص کی جزا ہے جس نے حزم و احتیاط کو ترک کیا یعنی میری جزا ہے کہ مینے احتیاط سے کام نہ لیا اور وقوع فتنہ و فساد کو اور لوگوں کے کافر ہو جانیکے خوف سے میں امر حکمین پر آمادہ ہو گیا الخ۔ اور اسی کتاب نیرنگ ص۵۲ میں حضرت علی علیہ السلام بڑے غصہ میں آکر اپنے شیعوں کو فرماتے ہیں تم بالکل لایعقل ہو افسوس رات دن کا تغیر تم میں میرے نزدیک ثقہ اور معتمد نہیں ثابت کر سکتا کبھی تمپر اعتماد نہیں ہو سکتا اور تم ہرگز وہ رکن اور سپاہی نہیں ہو جنہیں دشمن کی طرف توجہ دلائی جائے تم وہ گروہ ہی نہیں ہو کہ دشمن کے مقابلہ میں تمہاری طرف احتیاج کا منہ پھرایا جاوے۔ آہ تمہاری مثال بالکل اُن اونٹوں کی سی ہے جنکا ساربان ہلاک ہو جاتا ہے جب اونٹ ایکطرف جمع کئے جاتے ہیں تو وہ دوسری جانب سے پراگندہ اور منتشر ہو جاتے ہیں قسم خدا کی تمہیں ساتھ لیکر لڑائی کی آگ بھڑکانی بہت بری ہے الخ۔

پس ان عبارات شیعہ سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ بیفرمان اور قاتل اور خطوط بنام امام حسین علیہ السلام روانہ کرنیوالے اور پانی بند کرنیوالے اور امام مسلم کو قتل کرنیوالے کربلا میں جنگ کرنیوالے اور حضرت عباس کا پیر قطع کرنیوالے اور خاندان علیؑ کو پیاسا ذبح کرنیوالے اور تیر اور خنجر چلانیوالے اور انکی لاشوں پر گھوڑے دوڑانے والے اور مشکیزہ پھاڑنیوالے اور یزید کے بیش انکو قید کرلیجانیوالے اور رونا پیٹنا کرنیوالے یہ سب کچھ تکالیف پہونچانیوالے کوفہ کے شیعہ جو اپنے آپکو مخلص شیعہ علی و حسین علیہما السلام کا شب و روز دم مارنیوالے ہی تھے جسپر یہ الفاظ امام صاحب کے خذلنا شیعتنا شاہد ہیں اور کتاب فروع کافی روضہ ص۱۰۷ فقالوا نحن شیعتہ علی انما شیعۃ علی من صدق قولہ فعلہ نیز اسپر دال ہے۔

اب ناظرین شیعہ صاحبان سے دریافت کریں کہ جو ظلم اہلبیت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تمنے مخلص دوست بنکر کئے ہیں ایسے ظلم کی نظیر کہیں جہان میں مل سکتی ہے ؟ کیا تمہاری بھی کبھی نجات ہے

کیا یہ تم کسی کتاب معتبر سے دکھا سکتے ہو کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ خطوط اہلسنت فرقہ ناجیہ کی طرف سے ہی صادر ہوئے ہیں۔ جواب دو۔ ۵

عجب شیعہ عجب مخلص عجب دعویٰ تھا ایمانی — کٹھوں نے بے سبب احمد کا بوسہ گاہ نورانی
نہ آیا رحم انکو کچھ نہ آیا خوف یزدانی — خطوں میں دمبدم لکھے کہ ہم ہیں جان سے قربانی
رخ انور تکے ہیں شیدا۔ دکھائیے چاند سا مکھڑا — ہمارے واسطے ہیں آپ یوسف ماہ کنعانی
رہیں ہم دیکھتے راہ آپکا دن رات یا حضرت — کرو کوفہ شہر کی آ کے جلدی۔ دور ویرانی
نہیں بلکہ وہ اندھے تھے عدو تھے ابن حیدر کے — وہ شیطاں ہو تھے بڑھ چڑھکر کہیں دعوے مسلمانی
بھری تھی کوٹ کر انمیں شقاوت بخل اور کینہ — تھے کذاب اپنے دعوے میں وہ کوئی عبد شیطانی
کیا کہنا ہی شیطان علی کا اے نظام الدین — کریں کچھ اور کہائیں کچھ ہیں فن میں اپنے لاثانی

بیان ثبوت توہین اہلبیت از کتب شیعہ

آجکل شیعہ صاحبان اپنے زعم میں تو بڑے محب اہلبیت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بنتے ہیں حالانکہ وہ پردہ اہلبیت کے سخت دشمن بنکر غیر مذاہب کے سامنے انکی توہین کرتے ہیں اور ایسی ایسی باتیں بناوٹی پر از غلو بنا کر ان کی پاک شان میں کئے جاتے ہیں کہ کوئی ادنیٰ عزت والا آدمی بھی یہ باتیں سنکر برداشت نہیں کرسکتا۔ دیکھو عبارت ذیل ہیں وہو ہذا۔

راوی کہتا ہی کہ جب بی بیوں نے شہیدوں کے سر آتے دیکھے تو سب کی سب کھڑی ہو گئیں۔ چادریں سر سے پھینکدیں گریبان سینے تک چاک کر دئیے۔ بال سر کے کھول دئیے اور اسقدر روئیں کہ کسی میں ہوش باقی نہ رہی اور قریب تھا کہ روحیں ان سب کی نکل جائیں مگر اہلبیت اطہار ننگے سر ننگے پا۔ سروں کو سینہ کو پیٹتے ہوئے سروں کے استقبال کو دروازہ تک گئے۔ راوی کہتا ہی قسم خدا کی نہیں بھولتا مجھ سے تڑپنا جناب زینب کا اسوقت جب اس معظمہ نے سر اپنے بھائی کا دیکھا۔ ایک آہ کی اور ہائے بھائی کہا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑی۔ سب بی بیوں کو یقین ہوا کہ حضرت زینب نے انتقال کیا۔ سب عورتیں کسی نے بازو پکڑے کسی نے تلوے سہلائے۔ من عینہ کتاب معتبر شیعہ زہرۃ المصائب صفحہ ۸۰ مطبوعہ لکھنؤ مجلس ۴۹۔ اور اسی کتاب صفحہ ۹۶ سطر ۶ کہ زینب کے

رسوائی تھی خلت تھی تھیں گھر کہاں ظالموں کی طمانچے تھے شمر کے تھے تازیانے تسلی بجائے واسطے
ناموں محرموں کا ہجوم تھا رونے کی ممانعت تھی الخ من عنہ اور اسکے آگے صـ۷۹۹ سطرہ تا ۲۳ تک
باین الفاظ تحریر ہے جب خبر شام میں مشہور ہوئی کہ یزید نے اہلبیت کی تقصیر معاف کردی ہے
اور خطا دختران فاطمہ کی بخشدی گئی تب اجازت رونے کی ملی ہے مکان خالی ہوا آنجناب
زینب نے صف ماتم بچھائی ہے یہ خبر سنکے کوئی عورت ہاشمیہ اور قریشیہ شہر شام میں باقی نہ رہی
کہ جو اپنی گھر سے نہ نکلی ہو مگر کس طرح سے یعنی سیاہ چادریں اوڑھ لیں گلو میں سیاہ کفنیاں پہن
لیں بال سروں کے کھول دیئے زیور اتار ڈالے مجلس ماتم میں آکر جمع ہوئیں ہے ہے حسین کا شور برپا ہوا
خوب سینہ زنی ہوئی اور اسوقت دختران فاطمہ نے کہلا بھیجا یزید سے کہ اے یزید واسطہ خدا اور
رسول کا اگر تو نے مجھے اجازت رونے کی دی ہے تو سر بھی بھائی کا معہ باقی سرہائے شہیدان
ہمارے پاس بھیجدے تاہم زیارت آخری کرلیں اور اس مظلوم سے رخصت ہولیں یزید نے پیام پہونچنے
پر سرہائے شہداء روانہ کردیئے تو بی بیوں نے خوب ماتم کیا اور پیٹا الخ اور اسی کتاب کے صـ۲۶۲
میں نیز باینطور لکھا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب اہلبیت رسالت داخل کوفہ ہوئے اس
صورت سے کہ بال سروں کے کھلے ہوئے اور گریبان چاک کئے ہوئے بالوں سے منھ اپنا چھپائے ہوئے
سعد کوفی کہتا ہے کہ میں اپنی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک بھائی میرا خلیل دیوانہ وار دوڑتا ہوا
آیا اور کہنے لگا کہ اے سعد جلد چل اور تماشہ دیکھ کہ تمام اہلبیت سروپا برہنہ شتران برہنہ پر سوار
بازار کوفہ میں پھرائے جاتے ہیں۔ سعد کہتا ہے کہ میں اسوقت اٹھا اور بازار کوفہ میں گیا دیکھتا کیا
ہوں کہ اٹھارہ سر شہیدوں کے نیزوں پر نصب ہیں۔ اور پیچھے ان سروں کے اہلبیت ہے۔ مقنع
و چادر۔ گریاں نالاں شتران بیکجاوہ و عماری پر سوار بازار کوفہ میں کھڑے ہیں اور ہر ایک بی بی کی
گود میں چھوٹے چھوٹے لڑکے ہیں اور اہل کوفہ اپنے کوٹھوں پر کھڑی ہوئی تماشہ دیکھتے ہیں اور خرمے
اور روٹیاں اپنی لڑکوں پر سے تصدق کرکے اہلبیت کی طرف پھینکتے اور وہ بچے پیاسے بھوک کے
ان خرموں اور روٹیوں کو اپنے منھ میں رکھ لیتے ہیں الخ من عنہ۔ اور نیز اسی کتاب کے صـ۷۶۹
ظالم اہلبیت کو کس ذلت سے لئے جاتے ہیں کوئی حمایت کرنیوالا انکا نہیں ہے الخ اور
اسی کتاب زبدۃ المصائب کے صفحہ ۷۵۹ میں لکھا ہے کہ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ اسوقت

زینب بیٹی امیرالمومنین علیہ السلام کی سر کھلے خیمہ سے باہر نکل آئیں اور نوحہ و بکا کرتی جاتی تھیں
اور دونوں گوشوارے دونوں کانوں میں ہلتے جاتے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ مخدومہ مثل آفتاب
بے نقاب تھیں اور کہتی تھیں اے بھائی میرے ہائے ہائے اے سید کبیر اور اے آقا میرے کیوں قیامت
نہیں آتی آسمان کیوں نہیں پھٹ کے زمین پر گرتا اور پھر عمر سعد کی طرف خطاب کر کے فرماتی تھیں کہ
اے بیٹے سعد کے یہ فرزند رسول قتل ہو رہا ہے تو کھڑا دیکھتا ہے حمید کہتا ہے کہ عمر بن سعد نے جب بیتابی
اور نوحہ و زاری جناب زینب کی دیکھی اتنا بے ساختہ رویا کہ آنسو رخساروں پر جاری ہوئے منہ عنہ
اور کتاب خلاصۃ المصائب مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۲۶ میں بایں طور لکھا ہے وہ ہزار تاں پھوپھیاں انکی
اور سب عورتیں بے حواس سر و پا برہنہ روتیں اور چیخیں مارتی ہوئی خیمہ سے باہر نکل آئیں نعش [illegible] بھی
کے گرد نوحہ و شیون کرنے لگیں اور یزید بھی یہ ماجرا سنکر سر جھکائے رہ گیا اور تمام اہلبیت بھی زار زار
روتے تھے پس آیا ایک شخص بدنام پس عرض کرنے لگا یزید سے اے امیر یہ لونڈی مجھے دیدے تا میری گھر
کی خدمت کیا کرے اور اشارہ کیا طرف ام کلثوم دختر جناب فاطمہ کے اور ہاتھ بڑھایا جناب ام کلثوم
نے فرمایا خدا قطع کرے ہاتھ تیرا اے دشمن خدا۔ منہ الخ اور اسی کتاب خلاصۃ المصائب کے صفحہ ۳۰۱ پر یوں لکھا ہے
اہلبیت کو زنجیرہائے آہنی میں مسلسل کیا اور ہاتھوں کو انکی گردنوں سے باندھکر شتران بے کجاوہ و عماری
پر بٹھایا اس طرح سے لیچلے جیسے لونڈی اور غلاموں کو لیجاتے ہیں اور جسوقت طلب کیا یزید نے سامنے لائے
دختران علی و فاطمہ کو دربار عام میں اسوقت وہ لوگ رسیاں لیکر آئے پس باندھا ان لعینوں نے جیسا کہ قصاب
بکریوں کو باندھتے ہیں اسی رسی سے اسطرح باندھا تھا کہ گلا میرا اور بازو پھوپھی زینب کا اور کلائی ام کلثوم کی
اور گلا سکینہ کا اور شانہ رقیہ کا اور باقی سب اہلبیت اور لڑکے یتیم اسطرح باندھے تھے۔ جو ہم میں چلنے میں
کمی کرتا تھا وہ چوب نیزہ مارتے تھے یہانتک کہ جب یزید کے سامنے ستم سے بندھی کھڑی ہوئیں۔ کوئی
ام کلثوم کو کنیزی کیلئے تجویز کرتا ہے اور کوئی سکینہ کو لونڈی بنانے کا ارادہ کرتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ ایک
شامی سرخ رنگ نے یزید سے کہا اے یزید میں اس لوٹ میں سے کچھ نہیں مانگتا مگر یہ لڑکی مجھے دو کہ اُسے
لونڈی بناؤں اور اشارہ کیا اُسنے سکینہ کی طرف سکینہ دوڑ کے اپنی پھوپھی سے لپٹ گئی اور بولی اے
پھوپھی اماں [illegible] بنائی جاتی ہوں [illegible] حکم کیا اس شقی کے لئے کہ انہیں لیجاؤ محل میں الخ منہ۔ اور اسی کتاب
کے صفحہ [illegible] میں لکھا ہے دختران [illegible] کو [illegible] چادر [illegible] ہوئے چاک گریبان گرد و غبار

سے پلیٹی ہوئی پھر ایک شخص اہل شام سے یزید کو کہنے لگا یا امیر المؤمنین ھب لی ھذہ الجاریۃ یعنے
اے امیر یہ لڑکی مجھے دے ڈال کہ میں اسے اپنی لونڈی بناؤں الخ منہ اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ سطر ۱ پر مذکور
ہے کہ سکینہ یتیم حسین کی نعش پر کہتی تھی کہ اے بابا ظالموں نے میرے کان چیر کے گوشوارے چھینے اور مجھے
طمانچہ مارا اور ایک شقی نے تازیانہ مارا من عنہ الخ اور اسی کتاب زبدۃ المصائب کے صفحہ ۱۰ میں نیز
مذکور ہے وہ ایام ضلالت تھے جس میں قرآن جلائے گئے اور دروازہ اہلبیت رسولخدا جلائے گئے توڑا
گیا پہلو بضعہ رسول خدا کا۔ باغ فدک چھینا گیا۔ جناب مشکل کشا کے گلے مبارک میں رسی باندھی گئی پس
گویا پیغمبر ملعونوں کے یہ شقی تھے جنہوں نے یہ ستم آل رسول پر کئے من عنہ الخ اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ سطر
۲ اور ۳ میں لکھا ہے علی کی گردن میں ریسمان باندھی جاوے۔ افسوس فاطمہ صدمہ ضرب سے زمین پر تڑپے
اور پہلو پر اسی صدمہ کا دروازہ گرایا جاوے ہائے ستم الخ

ناظرین! ادارہ الصافات کرنا کہ ان شیعوں نے جو کلمات توہین آمیز بحق دختران حضرت علی رض و دختران حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہما کے لکھے ہیں اہلبیت کا محب صادق تو ان الفاظ کو حقارت کی نظر سے دیکھتا
ہے اور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے جن لوگوں نے ایسا لکھا ہے یا جو اس پر عمل کرتے ہیں اگر ایسی توہین انکی
ماؤں یا بہنوں یا دختروں کی کی جاوے تو پھر انکو پتہ لگ جاوے کہ پاک لوگوں کی بی بیوں کی توہین کرنا
کیا معنی رکھتا ہے۔ صد افسوس ایسے خیالات والے محبوں پر جو اہلبیت کے ظاہر تو محب بنتے
ہیں مگر در پردہ انکے سخت دشمن ہیں کما مر۔

بیان فضیلت شہر کوفہ و کربلا از کتب شیعہ

کتاب شیعہ نیرنگ فصاحت صفحہ ۳۹ میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے شہر کوفہ
کی نسبت یوں مرقوم ہے ہذا۔ فرمایا سوا کوفہ کے اور کوئی میری مملکت نہیں ہے۔ چاہے
میں اس سے لپٹوں چاہے کشادہ کروں جس طرح چاہوں تصرف کروں۔ اور کتاب حیات القلوب
جلد سوم صفحہ ۴۱ سطر ۲ مطبوعہ لکھنؤ معتبر شیعہ میں بایں الفاظ عبارت تحریر ہے کہ مفضل روایت
کردہ است کہ تین مدینہ است و زیتون بیت المقدس است و طور سینین کوفہ است
و بلد امین مکہ است الخ اور کتاب جلاء العیون وغیرہ بھی فضیلت کوفہ پر شاہد ہیں۔

اور کتاب تصویر کربلا شیعہ صفحہ ۹ پر یہ الفاظ مسطور ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے چوبیس ہزار برس پہلے اس سے کہ کعبہ کو حرم گردانے زمین کربلا کو حرم صاحب امن اور برکت کا گھر گردانا ہے جس وقت کہ حق تعالیٰ ابتداء قیامت کے زمین میں زلزلہ پیدا کریگا تو اس سے پہلے زمین کربلا کو اُٹھائیگا اسوقت وہ اوصاف اور نورانی ہوگی اور اس زمین کو باغ بہشت سے قرار دیگا اور انبیاء اور پیغمبروں کو اسمیں رکھیگا الخ اور علاوہ ان دلایل کے اور بہت دلایل اسی کتاب میں اور کتاب حیات القلوب شیعہ میں اس زمین کوفہ اور شہر کوفہ کے تحریر ہیں دوسری جلد میں انشاء اللہ تعالیٰ تحریر کئے جاوینگے فقط۔

بیان ثبوت اولاد آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از کتب شیعہ

افسوس کہ شیعہ صاحبان بلا سوچے سمجھے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد طیبہ کا ماسوا خاتون جنت کے انکار کردیتے ہیں بلکہ یہ کہدیتے ہیں کہ یہ نطفہ کافر سے پیدا ہوئی ہے چنانچہ مولوی برکت علی صاحب شیعہ نے اپنی کتاب گنجینہ مطاعن کے صفحہ ۵۹ پر لکھ مارا ہے۔ اسلئے خادم شریعت مختصر طور پر انہی کی کتب معتبر سے اس مسئلہ کو بھی تحریر کردیتا ہے۔ دیکھو کتاب اصول کافی صفحہ ۲۷۸ سطر ۲ میں بایں طور مسطور ہے وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ ترجمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اسوقت عمر مبارک آپکی بیس سال کی تھی۔ چنانچہ خدیجہ سے پہلے بعثت سے قاسم اور رقیہ اور زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعد از بعثت طیب اور طاہر اور فاطمہ کی ولادت باسعادت ہوئی الخ کتاب حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۷۱۸ مطبوعہ نولکشور میں نیز مسطور ہے کہ بسند معتبر از حضرت امام صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب الخ اور اسی کتاب کی جلد ۲ صفحہ ۷۹ سطر ۶ میں مذکور ہے کہ آنحضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بر خدیجہ خدا رحمت کند ازیں طاہر و مطہر با ہم رسانید کہ او عبد اللہ بود و قاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم الخ اور ایسا ہی کتاب حد تحقیق

وکتاب جنت خلو و صافی شرح اصول کافی میں ہے فقط۔

بیان رشتہ داریاں آپس میں حضور علیہ السلام وصحابہ کرام رض کی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اصحاب ابابکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بانیطور سسرال تھے کہ خلیفہ اول ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر عائشہ صدیقہ وخلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کی دختر حفصہ رضی اللہ عنہما بعقد آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دولتخانہ میں آباد تھیں اور ام حبیبہ ہمشیرہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی آپکے عقد مبارک میں بحالت اسلام رونق افروز دولتخانہ میں تھی اسلئے جو بی بیاں حضور علیہ السلام کی تھیں وہ سب کی سب مسلمانوں کی مائیں بحکم امہات المومنین ٹھہریں اور تمام سادات کی نانیاں اور انکے باپ نانے ہوئے اور دو اصحاب علی المرتضیٰ وحضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے داماد تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ کے ہاں سردار جنت حضرت مائی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی اور حضرت عثمان ذوالنورین کے ہاں مائی رقیہ و ام کلثوم یکے بعد دیگرے تھیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی دختر ام کلثوم وبنت فاطمہ کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا چنانچہ کتاب فروع کافی جلد دوم ص۱۳۷ سطر ۲۳ سے ظاہر ہوتا ہے وہو ہذا :۔

عن سلیمان بن خالد قالت سألت اباعبد اللہ عن امراۃ توفی عنہا زوجہا این تعتد فی بیت زوجہا او حیث شائت قال بل حیث شائت ثم قال ان علیا صلوات اللہ علیہ لما مات عمر اتی ام کلثوم فاخذ بیدھا فانطلق بہا

ترجمہ سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے وہ عورت عدت کس جگہ پوری کرے اپنے خاوند کے گھر یا جس جگہ اسکی مرضی چاہے۔ پھر فرمایا امام صاحب نے کہ حضرت علی علیہ السلام بعد انتقال حضرت عمر کے ام کلثوم کے ہاں گئے اور انکا ہاتھ پکڑکر اپنے گھر میں لے آئے اور علاوہ اسکے جلد ۲ ص۱۲۱ کو مطالعہ کرو پس اس رشتہ کے سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے داماد اور تمام قریش وسادات کے بھی داماد ہوئے جنکو آجکل شیعہ صاحبان گالیاں دیکر

خوب طرح کوستے ہیں اور انکے ایمان پر بحث کرتے ہیں - اور حضرت مائی سکینہ کا نکاح پہلے ابابکر خلف امام حسن سے ہوا انکی وفات کے بعد مصعب بن زبیر اور اسکے انتقال کے بعد حضرت زید بن عمر بن عثمان سے ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کتاب شیعہ حیات سکینہ اور ام اسحاق دختر حضرت طلحہ صحابی کا نکاح حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے ہوا۔ اور خولہ بنت جعفر والدہ محمد حنفیہ زوجہ حضرت علی علیہ السلام جہاد حضرت امیر المؤمنین خلیفہ اول میں آئی تھی اور شہر بانو زوجہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ بذریعہ جہاد خلیفہ ثانی میں گرفتار ہو کر آئی تھی -

ناظرین شیعان سے یہ امر دریافت کریں کہ جب بقول تمہارے خلیفہ اول و دوم نعوذ باللہ کافر و منافق و مرتد تھے تو انکا مال غنیمت کس قانون شرعی سے جائز اور درست ہوا اور ان ہر دو بی بیوں سے نکاح کس طرح صحیح ہوئے اگر شیعہ صاحبان کہیں کہ انکو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب وہ غیر کی ملکیت سے خارج ہی نہیں ہوئیں تو غیر کی ملکیت میں آزاد کرنیکا امام صاحب کو کیا اختیار حاصل تھا - جواب دیں ؟ اور علاوہ اسکے حضرت امام جعفر علیہ السلام کے قول ولدنی ابوبکر الصدیق مرتین کو کشف الغمہ سے پڑھ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کریں اور اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرہ و الفاظ برے کہنے سے باز آویں اور انکے کامل ایماندار ہونے پر کسی طرح کا شک نہ کریں ورنہ یاد رکھیں کہ آپ بھی محب اہل بیت نہ ٹھہرینگے - فقط

بیان جھوٹ بولنا مذہب شیعہ میں درست ہے

تمام مسلمانوں کے نزدیک جھوٹ بولنا موجب لعنت خدا ہے چنانچہ قرآن مجید میں کو ہے لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ لیکن افسوس شیعہ صاحبان نے بزرگان خدا کی طرف نسبت دیکر اسکو اپنا جزو ایمان قرار دیکر اسکا نام تقیہ رکھا ہے - چنانچہ کتاب اصول کافی معتبر شیعہ مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ٤٨٤ سطر ٢ میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلتَّقِیَّۃُ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ قلت من دین اللّٰہِ قال ای واللہ من دین اللہ وَلَقَدْ قَالَ یُوْسُفُ اَیَّتُہَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسَارِقُوْنَ وَاللّٰہِ مَا کَانُوْا سرقوا شیئا وَلَقَدْ قَالَ ابراہیم انی سقیم واللہ مَا کَانَ سَقِیْمًا ترجمہ ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ اللہ تعالی کے دین سے ہے - راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالی کے

دین سے ہے امام نے جواب کہا کہ ہاں خدا کی قسم وہ اللہ کے دین سے ہے تحقیق یوسف علیہ السلام نے قافلہ والوں کو
کہا کہ اے قافلے والو تم چور ہو خدا کی قسم باوجودیکہ انہوں نے کچھ چرایا نہ تھا اور ایسا ہی حضرت ابراہیم ع
نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں خدا کی قسم باوجودیکہ وہ بیمار نہ تھا الخ پس اس حدیث امام جعفر علیہ السلام سے تین
باتیں ثابت ہوئیں تقیہ دین اللہ سے ہونا دوم تقیہ بمعنے جھوٹ سوم جھوٹ انبیاء نے بولا۔ چنانچہ
یوسف علیہ السلام نے قافلہ والوں کو چور کہدیا حالانکہ وہ بالکل چور نہ تھے اور ابراہیم علیہ السلام بیمار نہ تھے انہوں نے
بھی اپنے آپکو بیمار کہدیا۔ نعوذ باللہ حالانکہ یہ دونوں صاف جھوٹ ہیں۔ اور اسی کتاب اصول کافی
صفحہ ۴۸۴ سطر ۱۶ میں مذکور ہے قال ابو جعفر علیہ السلام التقیۃ من دینی و دین آبائی ولا ایمان لمن لا
تقیۃ لہ ترجمہ یعنی فرمایا حضرت امام باقر علیہ السلام نے کہ تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے جو
شخص تقیہ یعنی (جھوٹ نہ بولے) وہ بے ایمان ہے۔ وعن ابی جعفر علیہ السلام التقیۃ فی کل ضرورۃ
وصاحبہا اعلم بہا حین نزل بہ ترجمہ امام نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا ہر ضرورت میں ہے جسکو ضرورت
درپیش ہوتی ہے اسکو اسکا اچھا علم ہوتا ہے پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ تقیہ یعنی جھوٹ بولنا
ہر امر صغیرہ و کبیرہ میں لازم ہے جو نہ بولے وہ بے ایمان ہے کیونکہ تمام انبیاء و آئمہ علیہم السلام کا یہی مذہب تھا
کیونکہ وہ اظہار حق کو چھپایا کرتے تھے چنانچہ کتاب اصول کافی صفحہ ۳۴۵ سطر ۲۰ میں بایں طور مسطور ہے
کہا زرارہ نے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا مجکو آپنے ایک جواب دیا اور ایک شخص نے
وہی مسئلہ دریافت کیا انکو آپنے جو مجکو بتلایا تھا اسکے برعکس برخلاف بتلادیا۔ پھر بعد اسکے ایک تیسرا شخص
آیا اور اسنے بھی وہی مسئلہ دریافت کیا تو آپنے ہم دونوں کے برخلاف فتویٰ دیا میں نے دریافت کیا کہ حضرت
تو آپکو دونوں شخص عراق کے رہنے والے شیعوں میں تھے حضور نے کسی کو کچھ جواب دیا اور کسی کو کچھ۔ یہ کیا سبب ہے
انہوں نے فرمایا اے زرارہ یہ طریقہ بہت اچھا ہے اور یہ طریقہ ہمارا اور تمہارا رہنے کے باقی آرام سے رکھنے والا ہے اگر تم
لوگ سب کے سب جمع ہو جاؤ تو ہمارے لئے رہنا دشوار ہو جائیگا الخ۔

پس ناظرین آپ خود انصاف کرلیں کہ ان روایات سے صاف صاف ثابت ہوا کہ تقیہ بمعنے اظہار حق کو چھپانے کے
ہیں جسکو عرف میں جھوٹ بولا کرتے ہیں جو انکے نزدیک نہ بولنے والا بے ایمان و کافر ٹھہرتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید
انکے برخلاف شاہد ہے قولہ تعالیٰ یقولون بافواہہم ما لیس فی قلوبہم ولا تلبسوا الحق بالباطل
وتکتموا الحق وانتم تعلمون الخ ولا تخشوہم واخشونی الخ پس ان آیات بینات سے [illegible]

کہ تقیہ کرنا مطلق حرام ہے۔ کیونکہ حق بات کو چھپانا اور دل میں کچھ اور اور منہ سے کچھ اور کہنا اور لوگوں سے ڈر کر اللہ تعالےٰ کے حکم احکام کو صحیح طور پر بیان نہ کرنا پہلے درجہ کی بے ایمانی اور بے انصافی ہے شیعہ صاحبان ذرہ انصاف سے فرمائیں کہ کب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانبیاء علیہم السلام نے تبلیغ احکام خداوند لایزال کی لوگوں سے ڈر کر نہیں کی۔ مہربانی کر کے اپنا قرآن جو امام غائب کے پاس رکھا ہوا ہے اس سے نکالکر دکھائیں۔ کیونکہ یہ قرآن مجید موجودہ تو تمہارے تقیہ کے پرخچے و لائل کی تحکیجی کرتا ہے فقط۔

بیان بریت خلیفہ ثانی از طلب قرطاس

شیعہ صاحبان ہمیشہ یہ اعتراض حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالت مرض شدید میں قلم دوات طلب کی اور خلیفہ ثانی نے کہا حسبنا کتاب اللہ یعنے ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے کہکر انکار کردیا۔ حالانکہ آنحضور علیہ السلام کی مرضی مبارک خلافت حضرت علی علیہ السلام کو لکھدینی کی تھی اور عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اسلئے وہ (نعوذ باللہ) جہنمی ٹھہرے۔ ناظرین انصاف کریں کہ یہ واقعہ پنجشنبہ کا ہے اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سہ شنبہ کو دار فانی سے رحلت فرمائی اور چار پانچ روز صحابہ مہاجرین وانصار و اہلبیت کے درمیان زندہ رہے اور نمازیں بھی مسجد میں آکر پڑھتے رہے۔ چنانچہ کتاب حیات القلوب شیعہ جلد ۲ صفحہ ۶۴۲ مطبوعہ نولکشور میں مسطور ہے تو پھر اگر آنحضور علیہ السلام کا خلافت نامہ حضرت علی المرتضےٰ کو لکھدینا ضروری بحکم رب العزت لایزال تھا تو کس لئے اس عرصہ میں تحریر نہ کردیا باوجودیکہ اہلبیت نے بعد اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھر سے نکل جانے پر سوال بھی کیا تھا چنانچہ کتاب معتبر شیعہ اخبار ماتم صفحہ ۱۰ سطر ۸ مطبوعہ حسینی رامپوری میں بایں الفاظ مسطور ہے فلما خرجوا من عندہ علیہ السلام وبقی عندہ العباس والفضل وعلی واہل بیتہ خاصۃ فقال لہ العباس یا رسول اللہ ان یکن ہذہ الامر فینا مستقرا من بعدک فبشرنا وان کنت تعلم انا نغلب علیہ فاوص بنا فقال انتم المستضعفون الخ ترجمہ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت جبکہ سب حاضرین بعد پہنچنے آنحضرت کے گھر سے نکلے اور باقی رہے عباس و فضل و علی اور اہلبیت پس سوال کیا

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ یا رسول اللہ اگر امر خلافت بعد آنحضور کے ہمکو ملے تو اسکی بشارت ہمکو
دیں اگر حضور جانتے ہیں کہ ہم اس سے باز رہینگے تو بھی وصیت فرمائی جاوے پس فرمایا حضور علیہ السلام نے
تم عاجز ہو بوجہ امارت سے بعد میرے الخ پس اب شیعہ صاحبان فرمائیں کہ اگر خلافت نامہ علی المرتضیٰ کو
لکھدینا ضروری تھا تو کیوں اسوقت حضرت عباس کے جواب میں آپنے قلم دوات طلب فرما کر نہ لکھدیا بلکہ صاف
یہ کہدیا کہ تم اس بوجہ صلاحیت سے عاجز ہوا اور یہ بھی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ خم غدیر میں بھی حضرت علی المرتضیٰ
کو کوئی خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا ورنہ حضرت عباس یہ کیوں سوال کرتے اور کیوں حضور یہ جواب فرماتے
جواب دیں . لو اور بھی سنو دیکھو صفحہ ٦١ کتاب اخبار ماتم میں بالفاظ مسطور ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بلاؤ
بھائی میرے علی اور چچا میرے عباس کو کہ بیشک کچھ کہنا ہے پس مع دونوں صاحب جبکہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا اے
چچا میرے میری بات گوش سے سنو اور قبول کرو وعدہ کو پورا کرو خلیفہ بنو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا
کہ یا حبیب اللہ چچا آپکا بہت بوڑھا آدمی اور کثیر العیال ہے . پھر آپنے علی کو خلیفہ بنایا الخ اب ناظرین!
انصاف فرمائیں کہ ان ہر دو روایات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ خم غدیر وغیرہ کا جو واقعہ شیعہ صاحبان بیان
کرتے ہیں سب کا سب ملیامیٹ ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوقت شور و غوغا و گفتگو کرنے پر
حسبنا کتاب اللہ کہنا اسپر شیعہ صاحبان فرمائیں کہ کیا گناہ ہے کیا قرآن مجید کو ماننے سے انسان کافر
ہو جاتا ہے کیا قرآن مجید میں نہیں ہے فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ ورسولہ اچھا شیعہ صاحبان
فرمائیں کہ اگر آپنے لکھنا ضروری تھا تو پھر کیوں اہلبیت نے تین چار یوم کے اندر ہی قلم دوات کاغذ لا کر خلافت نامہ
لکھوا نہ لیا . ناظرین اصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بڑے عاشق تھے
جبکہ لوگوں کی شدت آوازیں آپکی ذات کے نزدیک بلند ہوئیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبکم کتاب اللہ .
حضور کے پاس اسوقت آپس میں جھگڑنا بہتر نہیں آپکو تکلیف ہوتی ہے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی آپکی داڑھی پکڑ کر کھینچنے
لگا تو حضرت عمر فاروق بڑے غصہ میں آکر اسکو مارنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو آپنے فرمایا اے ابو حفص بیٹھ جا کیونکہ
نبی کی ذات حلیم ہوتی ہے چنانچہ دیکھو کتاب زبدۃ المصائب صفحہ ۵۴ سطر ۱۸ المطبعہ نولکشور میں بالفاظ مسطور ہے فوثب
له عمر بن الخطاب لیبطش به فقال له النبی اجلس یا ابا حفص فقد کاد الحلیم ان یکون نبیا الخ غرضیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
حضور کی ذرا بھر تکلیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اسلئے آپنے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم حضور کو آرام کرنے دو
اور تمہارے لئے کتاب اللہ کافی ہے . الکمنت لکم دینکم اسپر شاہد ہے فقط فافہم ولا تجہل + تمت